

الشیعۃ الکاذبیہ

گوجرانوالہ کا ترجمان

شمارہ ۱۳ / ۱۱

تاریخ ۲۴ جون ۲۰۰۰ء

جلد ۱۱

مولانا بہان الدین سنبھلی

کلمہ حق

مولانا رشید احمد گنگوہی مولانا محمد سرفراز خان صدر

مولانا محمد سرفراز خان آزادی

مولانا مشتاق احمد

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

ڈاکٹر ہوف میں

اکیسویں صدی اور اسلام

مولانا منظو احمد

مترانیہ کے حکمران خاندان کا قبول اسلام

مولانا عجی و او خاتی

اقوام متحده کی تاریخ پر ایک نظر

محمد حنفیہ قریشی

"معالم الحرفان فی دروس القرآن"

علیٰ منتظر

تعارف و تبرہ

رئیس التحریر

سید احمد علیٰ عاصمی

زیر بحکومتی

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صدر

حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی

ربنسیں التحریر

ابو عمر زاہد الرشیدی

مدرس

حافظ محمد عمار خان ناصر

مدرس مسنون

عامر خان راشدی

زیر معاون

سالانہ ایک سو ٹین

فی پرچہ پائچی روپی

بردولی ممالک سے

وس امریکی ڈالرسالان

خط و کتابت کے لیے

مرکزی جامع مسجد

پوسٹ بکس ۳۳۱ گوجرانوالہ

فون و فیکس

0431-219653

ای میل

alsharia@hotmail.com

ویب ایمیل

<http://www.ummah.net/al-sharia>

زیر معاشر اشتراکات

آخری صفحہ

دوہزار یارٹ

اندرونی صفحہ ہائیلٹ پندرہ سو ٹین

اندرونی صفحہ عام پارہ سو ٹین

اسلام اور خواتین کے حقوق

مال میں تصرف کا حق رکھتی تھی نہ جان میں۔ باپ اپنی بیٹی کو فروخت کرتا تھا اور ہونے والا شوہر اسے خریدتا تھا۔ اس کے بعد اسے (شوہر کو) پورا اختیار ہوتا تھا کہ اسے چاہے اپنی زوجیت میں رکھے یا کسی اور کو سونپ دے۔ (مدیٰ حریت الزوہرین ص ۲۷ از ڈاکٹر عبد الرحمن صابوی نیز المراۃ بین الفتن والقانون ص ۳۲)

مسیحی مذہب

مسیحی مذہب ہے دنیا کے مذہب تین کھلانے والے ملکوں میں سرکاری مذہب کی حیثیت حاصل ہے، اس کا حال اور اس کا ریکارڈ تو عورت کے بارے میں سب سے گیا گزرا ہے۔ اس بارے میں غیر عیسائیوں نے نہیں خود عیسائیوں نے جو تفصیلات پہلی ہیں وہ عبرت کے لئے کافی ہیں۔ مثلاً "ایک عیسائی اگر زیرِ قلقی ہر برث پسخ کرتا ہے" (غیر یار ہویں اور پندرہویں صدی (بعثت محمدی کے کوئی آنکھ سو سال بعد تک) انگلستان میں عام طور پر یوپیاں فروخت کی جاتی تھیں۔ عیسائی مذہبی عدالتون نے ایک قانون کو روایج دیا جس میں شوہر کو یہ حق دیا گیا تھا کہ وہ اپنی یوپی کسی دوسرے کو بھتی مدت کے لئے چاہے عاری "بھی دے سکتا ہے۔ ان سب سے زیادہ شرمناک یہ روایج تھا (جسے ایک طرح سے قانون کا سادروج حاصل تھا) کسی کسان کی خی نویلی و اس کو مذہبی پیشووا یا حاکم کو چوبیں گئے تک اپنے تصرف میں رکھنے اور اس کے جسم سے لطف اندوڑ ہونے کا حق حاصل تھا۔ (المراۃ بین الفتن والقانون ص ۲۱) اور تو اور سولہویں صدی ۱۵۶۱ء میں بشت نبوی سے تقریباً "ایک ہزار سال بعد اسکات لینڈ کی پارلیمنٹ نے یہ قانون پاٹ کیا تھا کہ عورت کو کسی بھی چیز پر ملکیت کا حق حاصل نہیں ہوگا اور ان سب سے زیادہ تجھ بخیز انگلستان کی پارلیمنٹ نے قانون پاٹ کیا جس میں عورت کے لئے انھیں پڑھنا حرام قرار دیا۔ (المراۃ بین الفتن والقانون ص ۲۱)

اس کا تذکرہ کرنے کے بعد ڈاکٹر سبائی صاحب نے بجا طور پر قتل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "حضرت ابو یکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ غلفت میں قرآن کو بکھا کر کے ایک مصحف تیار کیا تو وہ حضرت حضرت حضرت کے پاس محفوظ کیا گیا۔ ظاہر ہے کہ وہ غلوت تھیں۔ سب سے بڑے کر عجیب تر یہ اکلاف ہے کہ ۱۸۰۵ء تک انگلستان قانون کی رو سے شوہر یوپی کو فروخت کرنے کا پورا اختیار رکھتا اور اس کی قیمت بھی جو قانوناً "متر کی گئی

دارالعلوم ندوہ العلماء نکھتو کے استاذ تفسیر حضرت مولانا بربان الدین سنبھلی نے یہ مقالہ علی گزہ مسلم یونیورسٹی کے ایک سینار میں پڑھا ہے پندرہ روزہ "تفسیر حیات" نکھتو کے شکریہ کے ساتھ "کلر حق" کے طور پر ڈاکٹر حسین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

- قوانین اسلام میں عورتوں کو جو حقوق میے گئے ہیں ان کی صحیح قدر؛ قیمت کا اندازہ اس وقت ہو سکے گا جب اسلام کے علاوہ دیگر مذہبی، ملکی، قومی، قوانین سے آگئی ہو اور دونوں کے درمیان موازنہ کیا جائے جیسا کہ روشنی کی صحیح قدر اسے ہی ہوتی ہے یا ہو سکتی ہے جسے تاریکی سے واسطہ پڑا ہو۔ یا غذا کی افادت کا اندازہ حفظت" وہی صحیح لگا سکتا ہے جو بھوک اور فاقہ کا شکار رہا ہو۔ اس لئے پسلے بھلی سی جھلک غیر اسلامی نظام و قوانین کی دکھانا، نیز جاہلیت کے ان طریقوں کا ذکر کرنا مناسب لگتا ہے جو صرف ہاڑک کے بارے میں دنیا بھر میں رائج ہے۔

رومی لاء

ہم یہاں سب سے پسلے رومی لاء کا مختصر جائزہ لیتے ہیں جسے عام طور پر قوانین کا جنم داتا اور انسانیت کا رکھو لا اور انصاف کا نمائندہ پاور کیا اور کریا جاتا ہے اور جو عرصہ دراز تک سارے مغرب میں اور خاص طور پر یورپ میں دستوری حکمرانی کرتا رہا ہے۔ اس لاء میں کتبہ کے سرہ رہ کو کتبہ کے بقیہ افراد پر خواہ وہ یوپی ہو یا بھو، بیٹے بیٹی ہوں یا پوتے پوتی۔ فروخت کرنے، ہر طرح ایذا میں دینے حتیٰ کہ قتل کرنے کا اختیار تھا۔ نیز یوپی کو رُکھتی تھیں اور اپنے باپ کے ترک سے بھی محروم ہوتی تھیں۔ دیکھنے المراۃ بین الفتن والقانون ص ۱۵، ۲۰۔ طبق راجد از ڈاکٹر مصطفیٰ سبائی۔ از ترک وال امیرات فی الاسلام ص ۳۰ تا ۵۳ از ڈاکٹر محمد جوست مصري (المبیع المعرفة) یونانی قانون

یونانی قانون میں مورث کی حیثیت معمولی مسلمان کی سی تھی جس کی بازار میں آزاداً خرید و فروخت ہوتی، اسے نہ شری حقوق حاصل تھے نہ آزادی۔ میراث بھی نہیں دی جاتی تھی۔ اسے پاپک سمجھا جاتا تھا۔ پوری زندگی وہ کسی نہ کسی مرد کے ٹکلیج میں گرفتار رہتی۔ شادی سے قبول سپرست کے اور شادی کے بعد شوہر کے پنج استبداد میں رہتی۔ نہ اپنے

بیٹا پیدا کرے تو اس بیٹے کے ساتھ چاپا لوگ برابر تقسیم حص کریں۔
ہندو مذہب میں شادی (دواہ) کے علاوہ بھی ایک اور عقد جائز تسلیم
کیا گیا ہے "نیوگ" کہتے ہیں۔ اس میں شادی شدہ عورت سے بھی دوسرا
 شخص کچھ مدت کے لیے نکاح کر سکتا ہے۔ اس طریقے سے پیدا ہونے والی
 اولاد اصلی شوہر کی ہی سمجھی جاتی ہے اور یہ دوسرے حتم کا نکاح (نیوگ)
 دس مردوں سے بھی ہو سکتا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے سوائی دیانند
 سرسوتی کے لیکھوں کا مجموعہ (اپدشن مبخری ص ۱۷۸ از سوائی دیانند سرسوتی
 شائع کردہ سیکڑی آریہ منڈل کیران ضلع مظفر گر)

واضح رہے کہ ایک مشور یورپین مصنف جان ڈی مین نے "قانون
 رواج ہندو" نامی کتاب میں "نیوگ" کی یہ تعریف کی ہے۔ دوسرے کی
 زوج سے پچھے جتنے کا عام رواج "نیوگ" کے ہم سے موسم تھا۔ (قانون
 رواج ہندو ج ۱۰۶ ص ۱۰۶ ترجمہ از مولوی اکبر علی بی اے آنر شائع کردہ
 جامع عثمانیہ حیدر آباد ۱۹۳۱ء)

علاوہ ایس ایسی چند سال پہلے ۱۹۹۶ء میں ایک روپرٹ ملک کے
 مشور اخبارات میں شائع ہوئی جس میں جایا گیا ہے، "ہندوستان سمیت کئی
 ملکوں میں ایک عورت کے ایک سے زائد شوہر ہونے کی رسم آج بھی
 موجود ہے۔" آگے چل کر کہا گیا ہے "ہندوستان میں لداخ، ہماچل کے
 برمرور ضلع میں لوپنجی ذات والوں میں اور اتر پردیش کے دہروں دون ضلع میں
 یہ رسم موجود ہے۔ لداخ کے کچھ فرقوں میں یہ رسم اس طرح موجود ہے
 کہ خاندان کے بھی مردوں کی ایک ہی یوں ہوتی ہے۔ خاندان کا بڑا بھائی
 کی عورت سے شادی کرتا ہے اور بعد میں بھی بھائی اس عورت کے
 ساتھ یوں کے تعلقات قائم کرتے ہیں۔ یہ اکٹھات مشور ماہر سماجیات
 پروفیسر میش کمار رامانے ایک سروے کرنے کے بعد کہے ہیں جو یہ بھی
 کہتے ہیں کہ ہماچل پردیش کے ضلع گزٹ کے مطابق یہ رسم خاص طور پر
 بہمنوں اور راجپتوں میں اور کچھ ٹپکی ذاتوں میں پائی جاتی ہے۔ حال کے
 ایک سروے سے پتہ چلا ہے کہ ۹۸ شلوپوں میں سے ۲۵ قیصہ کشیر شوہری
 تھیں۔ (قوی آواز لکھنؤ۔ مورخ ۱۱ جنوری ۱۹۹۶ء)

ہندو مذہب کے قانون و راثت میں عورتیں تو سب اور بڑے بیٹے
 کے علاوہ بقیہ لڑکے بھی باپ کے ترک سے محروم ہوتے ہیں جیسا کہ منو
 سرتی میں ہے۔ "میں باپ کی تمام دولت بڑا بیٹا ہی یوے۔" (منو سرتی'
 اردو ترجمہ ص ۱۸۱)

عرب کا زمانہ جاہلیت

قبل از اسلام عربوں میں عورت کی جو حالت زار تھی اس سے تو کم
 و بیش اکثر اہل علم و افتہ ہی ہیں کہ لوکی کی پیدائش ہی خخت عار کی بات
 سمجھی جاتی اور اس داغ کو مٹانے کے لیے اسے زندہ دفن کر دیا جاتا تھا جس
 کا قرآن مجید میں بھی بڑے بیلغ اندرا میں تذکرہ ہے۔ سورہ النحل آیت ۵۸

تھی وہ اتنی حیرت انہی کہ اس کا ذکر باعث شرم ہے لیکن صرف چہ پس
(تقریباً) آج کے دو روپیہ ہندوستانی (المراة میں الفتن والقانون ص ۲۱)
 اس کے ساتھ ایک اور مسیحی یورپی ملک فرانس میں ایک کافلہ کا
 حال یا رومنیادل پر پھر رکھ کر اور سن لجھ جس میں اس بات پر بحث و
 مباحث ہوا کہ عورت انسان ہے یا کوئی اور جانور؟ اگرچہ آخر میں طے یہ پلایا
 کہ انسان ہے۔ (معارف القرآن ج ۱ ص ۵۳۹ از مفتی محمد شفیع صاحب)
 علاوہ ایس مسیحی مذہب قانون کی رو سے عورت ترک سے سر
 صورت محروم رہتی تھی بلکہ اکثر اولاد میں بھی صرف بڑا لڑکا ہی استحقاق
(ترک پانے کا) رکھتا تھا۔

یہودی مذہب

موجودہ یہودی مذہب (جو ظاہر ہے کہ معرفہ ملک میں ہے) میں
 عورتیں ترک کا استحقاق قطعاً نہیں رکھتی تھیں۔ چاہے یہوی ہو، یہشی ہو یا
 مل، بہن، البتہ بڑا لڑکا چھوٹے کے مقابلہ میں دو ہر ا حصہ اپنے باپ کے
 ترک میں سے پاتا۔ (الترک والمیراث ص ۳۱، ۳۲)

ہندو دھرم

ہم سب سے پلے of Religion and Ethics Encyclopedia کے حوالہ سے ہندو مت میں عورت کے حقوق وغیرہ
 کے بارے میں جو ملتا ہے اس کا مختصر تذکرہ کرتے ہیں۔ بعد ازاں خود
 ہندوؤں کی معتبر کتابوں سے اس موضوع پر تفصیلات پیش کریں گے۔ یہاں
 یہ جانا ہے محلہ ہو گا کہ مذکورہ کتاب (اخلاق و مذہب کی انسائیکلو پیڈیا) دنیا
 بھر میں معتبر تسلیم کی جاتی ہے۔ اس کا مقابلہ نثار لکھتا ہے "منو سرتی (ہندو
 مذہب کی معتبر کتاب) میں آنچھے حتم کی شذیبوں کو تسلیم کیا گیا ہے۔ ان میں
 ایک حتم کا نام "اسورا" ہے، یہ طریقہ جگجو اور جھیلی ذات کے لوگوں میں
 رائج تھا جس میں عورت کو خریدا جاتا تھا اسی طرح (نکاح کی) ایک حتم کا
 نام را کشش ہے جس میں عورت پر زبردستی قبضہ کر لیا جاتا تھا۔
(انسانیکلو پیڈیا ج ۸ ص ۳۵۱، ۳۵۲)

اب ہندو مذہب کی مشور کتاب "منو سرتی" (اردو ترجمہ شائع کردہ
 بھائی تارا چد بھجبریک سلر لاہوری گیٹ لاہور) سے براہ راست کچھ
 دفعات نقل کرتے ہیں جس سے ہندو مذہب میں رشتہ ازو رواج اور عورت
 کی حیثیت سے متعلق حقائق سامنے آتے ہیں۔

منو سرتی او حیائے ۹ سلسلہ ۲: رات دن عورت کو پتی کے ذریعہ بے
 اختیار رکھنا چاہیے۔ منو سرتی او حیائے ۹ سلسلہ ۵۸: اگر اولاد نہ ہو تو
 اپنے خاندان سے اجازت لے کر مالک (شوہر عام طور پر۔ شوہر کے لیے
 "مالک" کا استعمال ملتا ہے۔ اس سے بھی عورت اور شوہر کی حیثیت کا پتہ
 لگاتا آسان ہو جاتا ہے) خاندان کے رشتہ دار یا دیور سے اولاد پر اکرے۔
 منو سرتی او حیائے ۹ سلسلہ ۱۹: چھوٹا بھائی بڑے بھائی کی زوج سے

من کانت له ثلاث بنات او ثلاث اخوات او ابنتان او اختنان
فاحسن مجتهن وانقى الله فيهن فله الجنة (تفہیج ۲ ص ۱۳۲ و
۱۳۳ مکتبہ رشیدیہ دہلی)

ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں من عال جارین بنین دخلت انا
وهو الجنة کھانین اشارہا صبیعہ (تفہیج ۲ ص ۱۳۳)
یعنی جو شخص دو تین بہنوں یا لڑکوں کی سترن طریقہ پر تربیت کرے اور
کسی طرح کی زیادتی نہ کرے وہ جنت میں جائے گا اور اللہ کے رسول ﷺ
سے اتنا قریب ہو گا جتنی ایک ہاتھ کی دو برابر کی انکلیاں۔

نی اکرم ﷺ کے اس شوق انگیز انداز بیان کے بعد بھلا کون چا
سلمان ہو گا جو لڑکوں اور بہنوں کی پروردش میں کوتاہی کرے اور دلچسپی نہ
لے گا۔ ان ہدایات کا یہ اثر ہوا کہ غیر شادی شدہ لڑکیاں اسی خط عرب
میں جہاں زندہ درگور کی جاتی تھیں "کریمہ" (یعنی خلوٰۃ معزز و محروم)
کھلائی جانے لگیں۔ مزید یہ کہ اس صفت کے ساتھ اچھا برہنم کرنے کا اور
بھی متعدد ہدایات بیان میں حکم دیا گیا۔ قرآن مجید سورہ النساء آیت ۱۹ میں
فرمایا عاشروہن بالمعروف "عورتوں کے ساتھ بھلے طریقے سے
زندگی گزارو۔" اور حدیث میں فرمایا استوصوابا النساء خیراً
"عورتوں کے ساتھ بھتر برہنم کرنے میں میری صلاح ہاؤ۔" بلکہ اسی کے
ساتھ یہ بھی ہدایت دی کہ عورتوں سے اگر کوئی تکلیف بھی پہنچے تو یہ خیال
کر کے کہ ان میں بہت سی خوبیاں بھی ہیں طرح دے جاؤ۔ "غور بکھریہ یہ
انداز بیان کتنا موثر ہے۔ الفاظ حدیث یہ ہیں لا یفرک مومن مومنة ان
کرہ منها خلقا رضی منها آخر (صحیح بخاری مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۸۰)
در حقیقت نی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد گرامی مسفلہ ہے۔ قرآن مجید کی
سورہ النساء آیت ۱۹ فان کرہنماون فعسی ان نکرہوا شيئاً
ویجعل الله فيه خیراً کشیراً" سے۔ ایک حدیث میں اللہ کے
رسول ﷺ نے فرمایا اکمل المؤمنین ایمانا احسنهم خلقا
و خیارکم خیارکم لنسانهم "ایمان کامل اس شخص کا ہے جو خوش
اخلاقی میں ممتاز ہو اور تم سب سے اچھا وہ شخص ہے جو اپنی عورتوں کے
لئے اچھا ہو۔"

انی آیات و احادیث کی بنیاد پر المام غزالی نے کیا خوب بات فرمائی
لیس حسن الخلق معها کف الاذی عنها بل احتمال الانی
والعلم عند طبیعتها و غضبها (ایماء علوم الدین ج ۲ ص ۳۹)

مطلوب یہ ہے کہ عورت کے ساتھ اچھا برہنم کرنے کے حکم کا اقتضاء صرف
یہ نہیں ہے کہ مرد عورت کو انتیت نہ پہنچائے بلکہ اس کے اندر یہ بھی
داخل ہے کہ اگر عورت کی طرف سے کوئی تکلیف ہا بات پیش آئے تو
اسے برداشت کرے۔ المام غزالی نے یہ بھی لکھا ہے (اور احادیث صحیح میں
یہ واقعہ موجود ہے) کہ رسول اللہ ﷺ نے وفات کے پالک قریب بجد
زبان مبارک پورا ساتھ بھی نہیں دے رہی تھی اس وقت جو چند اہم نصائح

میں ہے
ولذا پیش احمدہم بالانٹی ظل وجهہ مسوداً" وہ کاظمین یتلوری من
القوم من سوء ما بشر به اے۔ کہ علی ہون ام یسدہ فی التراب
عورت کو "چاہے بلخ ہی ہو، اپنا نکاح خود کرنے کا اختیار نہیں تھا بلکہ
اس کا ولی جس سے چاہے اس کی مریضی کے بیشتر بھی نکاح کر سکتا تھا۔ پھر
یہوی کی حیثیت بالکل بادی کی سی تھی جو صرف شوہر کی جنسی خواہش بلکہ
ہوس کا دھکار بنتے کے سوا اور کوئی حق نہیں رکھتی تھی۔ یہوہ ہو جاتی تو اس
کے شوہر کے درہا اس کے ساتھ مرنے والے کے ترک کا سامراج مکالمہ کرتے
یعنی چاہے اپنے پاس رکھتے یا دوسرا سے نکاح کرتے، اے شوہر کے ترکہ
میں سے کچھ بھی نہ دیتے کیونکہ ترک کا اتحاقان رجولت اور قوت پر تھا۔
اس بنا پر کم عمر لڑکے بھی ترک سے محروم رکھے جاتے اور لڑکیاں تو سب
عن محروم رہتیں۔ ان باتوں کی تفصیل بکھرت کتب حدیث، تفسیر و فقہ میں
لیتی ہیں۔

باہموم برا لڑکا ہی ترک کا سحق سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ اسی اصول کی بنا
پر آنحضرت ﷺ کے دادا عبد الملک کا ترکہ صرف حضرت ابو طالب کو ملاد
(شرح مسلم نووی ج ۲ ص ۳۳۶)

اسلام نے خواتین کو کیا دیا؟

اب آئیے دیکھیں کہ اسلام میں عورت کا کیا مقام ہے اور اس کے
لیے کیسی کیسی شرعی قوانین میں رعایتیں دی گئی ہیں۔ عورت کے بارے
میں قرآن مجید کی سورہ النساء آیت ۱۹ میں انسانیت کی مساوات کا خلقکم
من نفس واحده وجعل منها زوجها کے الفاظ میں صاف اعلان کر دیا
گیا کہ عورت اور مرد دونوں ایک ہی نفس سے پیدا شدہ ہیں اس لیے
دونوں ہم بھیں ہیں۔ ایسا نہیں کہ عورت کسی اور جنس سے ہو (شما
حیوان ہو) اور مرد دوسری جنس سے پیدا ہوں ہی انسانیت کے رشتہ سے
برابر ہیں۔ اسی طرح حدیث نبوی میں النساء شفائق الرجال
"عورت مرد کی شفائل ہے" (الحمد لله رب العالمين المراء م ۲۵) فرمایا
کہ اس کی تصریح و توضیح فرمادی گئی۔ چنانچہ اسلام کے تمام احکام میں صنفی
اور طبقی فرق کا لحاظ کرتے ہوئے دونوں کے لیے یکسانیت برقراری ہے بلکہ
اسلام کے تمام قوانین پر اگر کسی نظر ڈالی جائے تو عورت کو کچھ زیادہ
رعایتیں دی گئی معلوم ہوتی ہیں۔ عرب میں (جیسا کہ لوپر گزرا) لڑکوں کی
پیدائش سخت عیب کی بات سمجھی جاتی تھی۔ اس کے بالمقابل اللہ کے رسول
ﷺ نے جو ہدایات دیں مثلاً "فرمایا

من بلى هذه البتات شيئاً" فاحسن اليهـن کن سترـا من النار
(صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۸۷)

یعنی جو شخص لڑکوں کی بھترن طریقہ پر سرستی کرے (تربیت دے) اور
اچھا برہنم کرے گا وہ جنم میں نہ جائے گا۔ ایک اور حدیث میں یوں فرمایا

جاتا ہے۔ (بدائع الصنائع ج ۲ ص ۲۳۱)۔ بعد اولیٰ للعلام الکاساند ف ۵۵۸۷ (اگرچہ پسندیدہ نہیں) اور اس کے لئے احادیث تبویہ سے استدلال کیا گیا ہے۔ مثلاً ایک حدیث میں ہے الایم حق بنفسها من ولیها (ابو داؤد ج ۱ ص ۲۸۶ مطبع مجیدی کانپور) مطلب یہ ہے کہ غیر شادی شدہ عورت اپنے نکاح کے بارے میں اپنے ولی سے زیادہ حقدار ہے (اک جس سے چاہے نکاح کرے) اس کی تائید اس واقعہ سے ہے جسی ہوتی ہے کہ ایک کنوواری (بانی) لڑکی کا نکاح اس کے والد نے لڑکی کی مرضی کے بغیر کروانا تھا تو اس لڑکی نے اللہ کے رسول ﷺ سے شکایت کی اس پر اسے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ چاہے تو نکاح برقرار رکھے اور نہ چاہے تو نکاح ختم کر دے (الیضا) اور اس کے علاوہ آخرحضرت ﷺ نے یہ بھی صاف صاف فرمادیا کہ لا ننکاح الشیب حتیٰ تستامر ولا البکر الا بذہا (ابو داؤد ج ۱ ص ۲۸۵ مطبع مجیدی - کانپور) مطلب یہ کہ شوہر رسیدہ عورت کی شادی اس کے صریح حکم کے بغیر نہ کی جائے۔ اور کنوواری لڑکی کا بھی نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے۔ علاوہ ازیں قرآن مجید میں بھی اولیاء کو صاف طور پر اس سے منع کیا گیا ہے کہ وہ عورتوں کی پسند کے شخص سے انہیں اپنا نکاح کرنے میں رکاوٹ ڈالیں۔

عورت کا ترکہ میں شرعی استحقاق

گزشتہ صحیحات میں گزر پکا ہے کہ دنیا کے کسی بھی نہ ہب، ملک اور قوم نے عورت کو ترکہ کا مستحق نہیں قرار دیا ہے لیکن اسلام نے بالکل مرد ہی کی طرح عورت کو بھی ترکہ کا مستحق بنالیا ہے۔ اور اس بارے میں عمر اور نمبر کا فرق بھی نہیں کیا (مثلاً) پہلی ہی اولاد کو ترکہ ملایا تینہ کو ہی ملتا بقیہ کو نہ ملتا) کیونکہ جب سب استحقاق میں سب اولاد برابر ہے تو اس کی بنیاد پر ملے والے حق میں فرق کیوں ہو۔

زناہ جاہلیت قدیم میں عرب ہی نہیں، جاہلیت جدیدہ میں بھی ترقی یافتہ بھی ہے والی بہت سی یورپیں اور دوسری قومیں بڑے لڑکے کو ہی ترکہ کا واحد مستحق قرار دیتی ہیں۔ حالانکہ عقل سلیم اور مزان مقتسم کے لحاظ سے یہ بالکل اتنی متعلق معلوم ہوتی ہے۔ یعنی اولاد کے درمیان اگر ملک دفع کہا ہے، چھٹی صدی ہجری کے ایک مشورہ مالکی عالم قاضی ابو بکر ابن العربي (ف ۵۳۳) نے

ان الورثة الصغار الضعاف كانوا احق بالمال من القوى فنكروا الحكم وابتلوا الحكمة (أحكام القرآن لابن العربي ج ۱ ص ۴۲۶)۔

یعنی کمزور اور کم عمر ورش تو قوی وارثوں کے مقابلہ میں مل کے زیادہ ضرورت مندو مستحق ہوتے ہیں لیکن جاہلوں نے ترتیب اٹ کر رکھ دی تھی۔

امت کو فرمائے ان میں عورت کے ساتھ بستر بر تاؤ کرنے اور اس بارے میں اللہ سے ذرتے رہنے کی بھی تھی۔ (احیاء علوم الدین ص ۳۷ و ۳۸ ج ۲)

عورت کے اخراجات

عورت کے ساتھ بستر بر تاؤ کرنے، اس کے ساتھ عزت و احترام کا بلکہ دلجمی کا معاملہ کرنے کا حکم اس کی صفتی نزاکت کے لحاظ و رعایت کی بنا پر ہی ہے۔ کیونکہ نازک چیز کی رعایت زیادہ ہوتی ہے۔ ایک حدیث میں اسیں قول بر "آنکھیں" فرمائے ان کی نزاکت کا اعتزاف آخری درجہ میں کیا گیا ہے۔ جیسے صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۶ میں ہے رفقاً بالقواربر

اس بنیاد پر اسے کب معاش کی مشقوں سے بچالیا گیا اور اس کا نقہ کسی نہ کسی مرد کے ذمہ کر دیا گیا۔ شادی سے قبل والد پر، والدہ نہ ہوئے یا اس کے اخراجات برداشت کرنے کے لائق نہ ہونے کی صورت میں صب اصول و راثت، دادا، چچا، بھائیوں وغیرہ پر۔ شادی کے بعد شوہر پر، شوہر سے علیحدگی کی شکل میں عدت کے درمیان کے تمام اخراجات شوہر کے ذمہ، شیر خوار پچھے کی موجودگی میں عدت کے بعد بھی جب تک پچھے مال کا دودھ پیتا رہے اس کے نیز پچھے کے اخراجات بھی اس کے سابق شوہر پر ہی ہیں۔ عدت کے بعد (شیر خوار پچھے نہ ہونے کی صورت میں) اولاد پر، اولاد نہ ہو تو پھر شادی سے قبل کی طرح والد یا دیگر رشتہ داروں پر لازم ہوتے ہیں۔ جن پر اخراجات لازم ہیں وہ رضا کارانہ نہیں بلکہ ان پر واجب ہوتے ہیں۔

عورت کے اختیارات

اوپر کی تفصیلات سے اسلام میں عورت کے عزت و احترام نیز حقوق کا اندازہ کر لیتا مشکل نہ رہا ہوگا۔ اس کے بعد اب ایک جملہ ہم اس کے اختیارات کی دکھاتے ہیں۔ عورت بالغ ہونے کے بعد (مرد ہی کی طرح) اپنے جان و مال، نکاح، مالی لین دین وغیرہ کے بارے میں قانون شریعت کے لحاظ سے پوری طرح مختار ہوتی ہے۔ اپنے مل کی پوری طرح مالک ہوتی ہے جس طرح کہ مرد کہ جس کا چاہے اور جتنا چاہے خرچ کرے۔ (بس جس طرح مردوں کے لیے کچھ پابندیاں مثلاً فضول خرچی نہ کریں اور حرام جگہ پر خرچ نہ کریں اسی طرح عورت کے لیے بھی ہیں) اس بات کے لیے حوالے پیش کرنے کی چدائی ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔ علاوہ اس کے کہ ہر متعلقہ کتاب میں اس کی صراحت موجود ہے عام طور پر یہ معروف حقیقت بھی ہے۔ سب سے نازک مسئلہ اس کے ازدواجی تعلق کا ہے اس میں (کم سے کم فدق خفی میں) ظاہر ہے کہ وہ بھی شریعت ہی کی ترجیحان ہے (بالغ عورت مختار ہے کہ جس سے نکاح کرنا چاہے کر سکتی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ بعض کھللوں میں اولیاء کو اعتراض کا حق دیا گیا ہے اور اولیاء کی اجازت و سرسری میں ہونے والے نکاح کو پسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ عورت از خود اولیاء کے بغیر نکاح کر سکتی ہے تو نکاح منعقد ہو

کے بخلاف مرد پر اکثر حالات میں نہ صرف اس کے اپنے بیلکہ دیگر اقارب کے اخراجات کا بار بھی ہوتا ہے اور یوں، نیز لڑکوں اور بیلخ لڑکوں کے بیلکہ مخدوم بالغوں کے بھی اخراجات اس کے ذمہ ہوتے ہیں۔ علاوہ ایس عورت نکاح کرتی ہے تو وہ اپنے شہر سے مہپانے کی جو اکثر اوقات میں بڑی رقم ہوتی ہے، حقدار ہوتی ہے اور مرد نکاح کرتا ہے تو اسے مراد اکرنا پڑتا ہے۔ اسے ایک مثال سے سمجھنا آسان ہو گا مثلاً "ایک شخص کا انتقال ہوا اس نے لڑکے میں تیس ہزار روپے اور صرف ایک لڑکا اور ایک لڑکی وارث چھوڑے۔ اب ازروئے قانون اسلامی لڑکے کو میں ہزار روپیہ، لڑکی کو دس ہزار ملے۔ بعد ازاں دونوں نے شادیاں کیں اور فرض کیجئے دونوں کا مردوں دس ہزار روپے مقرر ہوا۔ اب صورت واقعہ یہ ہی کہ لڑکے کے پاس دس ہزار روپیہ مرد کے نکل گئے اور لڑکی کے پاس دس ہزار (اس کے شہر سے ملے ہوئے) آگئے۔ اس طرح لڑکی کے پاس میں ہزار ہو گئے اور لڑکے کے پاس دس ہزار ہی رہ گئے۔ اور وہ بھی یوں وغیرہ کے اخراجات میں جلد صرف ہو جائیں گے اور یا تی نہ رہیں گے۔ اس کے بخلاف لڑکی کے پاس یادوں رکھے ہی رہیں گے۔

ان تمام پسلوؤں پر گمراہ نظر جس کی ہو گی وہ بھلا اس حکیمانہ قانون پر اعتراض کر سکے گا؟ بلکہ عجب نہیں کہ اس کے بر عکس عورت کو زیادہ حصہ ملنے اور مرد کو کم ملنے کی خلکیت کرنے لگے۔ لیکن مرد کو خداوند تعالیٰ کی طرف سے کب معاش کی جو صلاحیتیں اور موقع ویے گئے ہیں ان کے پیش نظر رکھتے ہوئے یہ خلکیت بھی یا تی نہ رہے گی۔

بہر حال اسلام نے سب اولاد کو احتیاط ترک میں برابر قرار دیا ہے (یہ اگل بات ہے کہ مصلح کی پہاڑ پر مقدار میں فرق کیا ہے)

اسلامی نظام و راست کی بنیاد: جیسا کہ امام غزالی (ف ۵۰۵ھ) نے بتایا ہے، نسب اور جب پر ہے۔ (الویز میں ۲۴۰ - مطبوعہ ۱۳۱۷ھ مطبعہ اللاداب) اس نظام کی رو سے عورتوں میں ماں یعنی یوں، کسی حال میں ترک سے محروم نہیں رہ سکتیں۔ ان کے علاوہ بستی میں صورتوں میں پوتی، دادی، نانی، بین (ان کی تینوں نسبیں حقیقی، عالیٰ، اخلاقی) بلکہ بعض صورتوں میں پھوپھی نواسی بھی ترکہ پانے کی مستحق ہوتی ہیں (تفصیلات کتب فرانس مثلاً "سرابی میں دیکھی جائیں")

ایک سطحی اعتراض

اسلامی نظام و راست پر بادی النظر میں ایک اعتراض یہ کیا جاسکتا ہے بلکہ سطحی نظر رکھتے والوں نے پورے اسلامی نظام پر نظر نہ ہونے کی وجہ سے بعض نے کیا بھی ہے کہ عورت کو اکثر صورتوں میں (اگرچہ بعض صورتوں میں مثلاً "بین بھالی کو برابر ملتا ہے") مرد سے نصف حصہ ملتا ہے۔ حالانکہ قانون کے بہب پسلوؤں پر نظر ہو تو اعتراض کی گنجائش نہ رہے۔ مثلاً حقیقت سامنے ہو کہ عورت پر اسلامی قانون کی رو سے کوئی خرچ، حتیٰ کہ اپنا خرچ بھی نہیں ہے۔ (تفصیل اور گزر پہلی ہے) اس لیے اس جو کچھ ملتا ہے خص اس کی وجہی اور عزت افرادی کے لیے ملتا ہے۔ اکثر اس کے "بین بھالیں" برعکس یا زیورات بنانے کا ذریعہ بتا ہے۔ اس

کل پاکستان حفاظت قرآن نو تہذیب اسلام کا

نیا پاکستان حفظ قرآن

برنامی حفظ قرآن کریم ایڈیشن پبلیکیشنز میڈیا کمپنی (ریڈیو عالم اسلامی) سعودی عرب
کل پاکستان نو تہذیب اسلام تبلیغ حفظ قرآن کا اجتماع کرمہ ہے جس میں درج ذیل شرعاً کے حال حاکم فرمان کر سکتے ہیں۔

شرطی شرکت

- چہ ایسی مانند قرآن ہو۔ ۵۔ مردوں میں بھی ہو۔
- ۲۔ مضمود مدرس اپنے اسٹاد اسکول پر مل سے حفظ مرکی قدمیں تور تین صد و فوجے کے ساتھ در خواست دیں۔
- ۳۔ مدارس اپنے کم مر حدا کے لیے مدرس کی طرف سے در خواست دے سکتے ہیں۔

انعامات

- ۱۔ کامیاب طلب کے لیے مرے کے لئے کوئی نور سعودی عرب میں مقدس مقامات کی ایجاد کا انتظام "یعنی فتح اعلیاء"۔
- ۲۔ کامیاب طلب کے درمیں کے لئے ایسی افتخاریں۔ ۳۔ قرآن پاک کے کیمپ ۴۔ دیگر جمیع انعامات۔

لوٹ: در خواست دینے کی آخری چوری 20 جون 2000ء

پہلے مرحلہ میں مختلف مقامات پر درجی تھاں پر مل کے۔ اگلے مرحلہ میں ایسے گھریلوں کے لئے آمد و رفت اتفاق ہے جس میں پڑھام پڑھو، جو کوئی

مطیع الرحمن (مکران) برناامی حفظ قرآن کریم پاکستان

پاکستان آئی اسلام آباد، پاکستان Tel: 4351134 Fax: 449247

راہبو و
معلومات

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی اور جماد آزادی

سے نہیں چوکتے) حضرت حاجی امداد اللہ صاحب صاحب مساجد کی، حضرت مولانا ہاؤتوی، حضرت مولانا گنگوہی اور حضرت حاجظ محمد صامن صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیم نے بھرپور حصہ لیا۔ موخر الذکر تو جہاد شاہی میں شہید ہو گئے۔ اس جہلو کی پر نور تحریک کی وجہ کی بنا پر ناکام ہو گئی اور سابق تینوں حضرات کے خلاف حکومت برطانیہ نے دارانت گرفتاری جاری کی اور گرفتار کرنے والوں کے لیے صد اور انعام تجویز کیا۔ اس لیے طالب دنیا لوگ ان کی تلاش میں سائی اور ان کو گرفتار کروانے کی تجہیز و دو میں سرگردان رہے۔ حضرت حاجی صاحب ڈیکھنے پر میرے صادق جناب راؤ عبد اللہ خان صاحب ڈیکھنے کے اصطبل اپاں میں چنجاس شمع انباہ میں روپوش ہو گئے۔ کسی بدجنت بخترے حکومت کو خبر کر دی اور سرکاری عمل آپنچا اور راؤ صاحب ڈیکھنے سے گھوڑوں کی دیکھ بھال کے بہان سے پورے اصطبل کا محاصرہ کر کے تلاشی لی گمراہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت مولانا کو ان کی نگاہ سے او جبل رکھا اور وہ خائب و خابر ہو کر بے نیل مرام واپس چلے گئے۔

لیکن برطانیہ ظالم کی آتش انتقام اس سے کب تھنڈی ہو سکتی تھی۔ مولانا گنگوہی ڈیکھنے کا تعاقب اور تلاش بدستور جاری رہی۔ مولانا ظالموں کی نگاہوں سے بچ کر رامپور پہنچے اور حضرت حکیم ضیاء الدین صاحب ڈیکھنے کے مکان میں ٹھہرے اور وہیں سے ۱۸۷۶ء کے شروع میں گرفتار کیے گئے اور سارپور کے جیل خانہ میں پہنچا کر جنکی پسرہ کی گھرانی میں دے دیے گئے۔ تین چار دن آپ کو کال کو خنزیری میں اور پھر پندرہ دن تیل خانہ کے حوالات میں مقید رکھا گیا۔ اس کے بعد پیدا ہی دامت دیوبند مظفر گر کے جیل خانہ میں منتقل کر دیا گیا اور تقریباً ”چھ ماہ“ ہیں رہے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے باعزت رہائی نصیب ہوئی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ظالم برطانیہ کے قدم مضبوط ہو چکے تھے اور کوئی خطرہ باقی نہ رہا تھا اس لیے مسلمانوں کی ایک مقتدر شخصیت کو رہا کر کے ہی مکمل شورش کو ختم کرنا مناسب سمجھا گیا اور مولانا گنگوہی، مولوی ابوالنصر علیہ الرحمہ اور ان کے والد مولوی عبد الغنی صاحب علیہ الرحمہ متفقین و احباب کی معیت میں گنگوہ پہنچے اور گنگوہ میں ۱۸۷۳ء تک ایک کم چھاں سال تک برہما، سنده، بیکل، بیجانب، مدارس، دکن، برار اور افغانستان وغیرہ اطراف و آنکاف کے طلبہ دین آپ سے مستفید ہوتے رہے۔ ۱۸۷۴ء میں اللہ تعالیٰ نے جج کی سعادت نصیب فرمائی اور یہ جج فرض تھا۔ دوسرا جج ۱۸۹۳ء میں نصیب ہوا

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی ڈیکھنے ۶ ذوالقعدہ ۱۸۷۲ء سوموار کے دن چاشت کے وقت قصبه گنگوہ ضلع سارپور میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد حضرت مولانا پدایت احمد صاحب ڈیکھنے ۳۵ ویں پشت پر سیدنا حضرت ابو ایوب خالد بن زید الصاری الگزری ڈیکھنے سے جاتے ہیں۔ آپ کے والد ماجد نے بے عمر پنچتیس سال ۱۸۵۲ء میں گورکھور میں انتقال فرمایا۔ اس وقت قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد صاحب علیہ الرحمہ کی عمر صرف سات سال کی تھی۔ مولانا کے دو حقیقی بھائی تھے۔ ایک بڑے، حضرت مولانا عنایت احمد صاحب ڈیکھنے جو فارسی کی ابتدائی کتابوں میں مولانا کے استاد بھی تھے اور دوسرے چھوٹے سید احمد جونو سال کی عمر میں انتقال کر گئے اور دو بیشن تھیں۔ ایک حقیقی سماة فضیلہ اور دوسری سوتی جن کا نام امت الحق تھا۔

حضرت مولانا علیہ الرحمہ کا ایک لڑکا ولادت کے بعد چند دن بعد میریں فوت ہو گیا تھا اور دوسرا صاحبزادہ مولانا حکیم مسعود احمد صاحب ڈیکھنے ۱۸۷۸ء کو پیدا ہوا اور ایک لڑکی بیان ام ہلی تین چار سال کی عمر میں انتقال کر گئیں اور دوسری صاحبزادی صفیہ خاتون تھیں جو حاجظ محمد یعقوب صاحب ڈیکھنے کی والدہ تھیں۔

مولانا نے نو عمری ہی میں فارسی کی کتابیں کرتاں میں اپنے ماہوں حضرت مولانا محمد تلقی صاحب ڈیکھنے سے پڑھیں جو فارسی کے قاتل ترین استاد تھے۔ علم فارسی سے فارغ ہونے کے بعد آپ کو عربی کا شوق ہوا۔ آپ نے ابتدائی صرف و نحو کی کتابیں حضرت مولانا محمد بخش صاحب رامپوری ڈیکھنے سے پڑھیں۔ استاد کی ترقیہ سے آپ نے بے عمر سترہ سال ۱۸۷۱ء میں دہلی کا سفر کیا اور حضرت مولانا قاضی احمد الدین صاحب جملی ڈیکھنے سے تعلیم شروع کی۔ قاسم العلوم والخبرات حضرت مولانا محمد قاسم صاحب ہاؤتوی ڈیکھنے سے جو دہلی میں اجیری دروازہ کے قریب صدر مدرس تھے، تعلیم شروع کی اور پھر دونوں جمیع الاسلام حضرت ہاؤتوی اور قطب الارشاد حضرت گنگوہی ڈیکھنے ہم سبق ہو گئے اور بت تھوڑے عرصہ میں کتابیں ختم کر لیں اور حفظ قرآن پاک کی فتح عظیمی سے بسرہ ور ہوئے۔ آپ کا نکاح خدیجہ خاتون ملیسا الرحمہ سے ہوا۔ حضرت مولانا حاجی امداد اللہ صاحب مساجد کی ڈیکھنے کے ہاتھ پر سلاسل ارباب میں بیعت کی۔ ظالم برطانیہ کے خلاف جب رمضان المبارک ۱۸۷۳ء میں ہندوستان میں تحریک آزادی شروع ہوئی تو اس جہاد میں (جس کو کم بخت مورخ غدر لکھنے

مولانا مختار احمد چینیوٹ

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید

حوالہ اذمائلی، بزرگانہ شفقت سے بہت متاثر ہوا۔ اسی سفر میں حضرت کاظلہ اور قادریانیت کو اس سے مدلل خطاب بھی سننے کا موقع ملا جو کہ احتراز کے لیے ان کی زندگی کا آخری خطاب تھا۔

خواب بن کر رہ گئی ہیں کیسی کیسی۔ محفلین خیال بن کر رہ گئے ہیں کیسے کیسے آشنا احتراز کے خیال میں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نور اللہ مرقدہ میں علی انتبار سے دو خصوصیات ایسی تھیں جو کہ اپنے ہم صدروں سے انہیں متاز کرتی تھیں۔

۱۔ عصر حاضر میں اسلامی دنیا اور سامراجی طاقتوں کے تعلقات کے اتار چڑھاؤ پر ان کی گھری نظر تھی۔ دور حاضر کے تمام فتنوں سے بھی وہ بخوبی آگاہ تھے۔ ان فتنوں کے پس مظہر، تہ منظر اور پیش منظر کے موضوع پر محارت تبدیر کرتے تھے۔ ان کی تحریریں، اس دعویٰ کا واضح ثبوت ہیں۔

۲۔ رد قادریانیت کے موضوع پر وہ تمام زادکتوں سے آگاہ تھے۔ قادریانیوں کے جتنے داؤ پیچ وہ جانتے تھے، بہت کم علماء ان کی ہم سری کا، عوی کر سکتے ہیں۔ قادریانیت سے متعلق فنی پادریکیوں پر ان کی گرفت نہایت مضبوط تھی۔ قادریانی دلائل کے جوابات بخدا کم از کم احتراز کو تو انسانی معلوم ہوتے تھے۔ وہ مومنانہ بیرون جو کہ "تحفہ قادریانیت" سے آشکارا ہے، بخشنہ کے پڑھنے سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ یہ بخشنہ الہی انعام تھا ان کی ذات پر۔ ان سے براہ راست استفادہ کا موقع نہ مل سکتے کہ باوجود احتراز رد قادریانیت کے حوالے سے ان پر اپنا استذان سمجھتا ہے۔ ان کا جب بھی خیال آتا ہے دل سے بے اختیار دمایں انکھی ہیں۔

۱۸ مئی ۲۰۰۰ء کو بوقت ظہر حضرت کی شادوت کی خبر حواس پر بھلی بن کر گئی۔ دل و دماغ کوئی بھی کام کرنے سے انکاری تھے۔ ایک سکتہ کی سی کیفیت طاری تھی جو کہ رات گئے تک برقرار رہی۔ پار باریہ سوال ڈھن میں گھومتا رہا کہ ملک و ملت کے اس بھی خواہ اسلامی سرحدوں کے اس نظریاتی حفاظت، جہادی تحریکوں کے اس سرپرست کا قصور کیا تھا؟ انہیں کس جرم کی سزا میں ہے؟ ہماری حکومت اور خفیہ ایجنسیاں کمال سورہی ہیں؟ علماء کرام نے خون سے بہت بند ہوئی کھلی جاتی رہے گی؟

مولانا اللہ حیانوی عاش سعیداً و مات شہید، کام مددان تھے۔

وہ حلم و تواضع اور وہ طرزِ خود فراموشی خدا بخشے بھر کو لاکھ انسانوں کا انہا تھا

جو بادہ کش تھے پرانے وہ ائمہ جاتے ہیں کسی سے آب بقاءِ دوام لا سالی محدود العلاماء، حکیم انصار حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی کو آج نور اللہ مرقدہ لکھتے ہوئے دل خون کے آنسو رو رہا ہے، قلم لرز رہا ہے۔ حضرت کی پاکستانی اوسیں، مومنانہ فرات، ولشین فرموداں دل و دماغ میں امنڈتے چلے آ رہے ہیں۔ قادریانیت کے خلاف حضرت کی لکار سے باطل تحریر رہا ہے۔ مولانا لدھیانوی ایک بھروسہ محابدانہ زندگی گزار کر اللہ جل شانہ کے حضور پاک خیج گئے لیکن فتنہ قادریانیت کے خلاف جو عوایش شورانہوں نے پیدا کیا وہ الحمد للہ برقراری نہیں روز افردوں بھی ہے۔ وہ ایک ہمہ جنت شخصیت تھے اور مختلف شعبوں میں گرائ قدر خدمات انجام دے رہے تھے۔ انہوں نے اپنے بعد کام سنبھالنے کے لیے ایک ٹیکم تیار کر دی ہے جو کہ ان شاء اللہ ان کے مشن کو آگے بڑھائے گی اور مولانا لدھیانوی کا تمام زندہ رہے گا

لہا چکی وہ برق مگر اس کی تاب سے ذردوں میں زندگی ہے غزلِ خواں اسی طرح رد قادریانیت پر بلا مبالغہ سیکھلوں نہیں ہزاروں علماء کرام نے قلمِ انھیا ہے۔ ان میں وہ بھی تھے جنہوں نے مشکل اور علمی انداز انتیار کیا۔ وہ بھی تھے جن کا انداز تحریر دل نہیں بھی تھا اور عوایش بھی عام فہم بھی تھا اور علمی دلائل سے بھروسہ بھی، منفرد بھی تھا اور انسانی بھی۔ حضرت مولانا اللہ حیانوی دوسری قسم کے علماء کرام سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت کے انداز تحریر کو مختصر طور پر سل مفتیں کما جا سکتا ہے۔ احتراز کا حضرت سے تعارف ان کی تحریروں کے واسطے سے ہوا۔ ان کی علیت، ان کا دافل نہیں اور منفرد انداز احتراز کو ان کا شیدالی بنا آچا گیا۔ حضرت کے مصائبین کا ایک مجموعہ "حسن یوسف" کے نام سے شائع ہوا جو کہ واقعی اس نام کا مستحق تھا۔ ان کے اس معنوی حسن نے ہر کہ وہ مس کو اپنا گردیوہ کر رکھا تھا۔ احتراز بھی رد قادریانیت کے شعبہ کا ایک طالب علم ہے اور حضرت شمسِ اس فن کے لام۔ ان سے استفادہ کی خاطر چند بار خط و کتابت ہوئی۔ حضرت نے بڑی فراخ دہی سے جوابات سے نوازا۔ ان سے شعبان ۱۴۲۰ھ میں چناب گریم براہ راست پہلی اور آخری ملاقات ہوئی۔ محترم مولانا اللہ و سلیمان صاحب نے تعارف کرایا کہ یہ مولانا منصور احمد چینیوٹ کے مدرسہ میں شعبہ رد قادریانیت کے استاذ ہیں اور آپ سے مولانا چینیوٹ کی کتاب پر تقریظ لکھوانے آئے ہیں۔ حضرت نے بے ساختہ اس تاکارہ کو اپنے سینہ سے لگایا۔ معافت فرمایا اور چند منٹ اسی کیفیت میں دعاوں سے نوازتے رہے۔ احتراز کی اپنے معاصرین کے متعلق صاف دل پھونوں سے

اکیسویں صدی اور اسلام

لوگوں کو محکم کیا جاسکے۔ ہر موقع پر مذہب موجود رہا۔ ”میری جدوجہد“ جرمی میں مقدس و ستاویں اور ہلکی شخصیت نجات دیندہ قرار پائی۔ ہلکے بارے میں یہ خیال رائج کیا گیا کہ وہ ملک کو ایک خوشحال دور میں لے جائے گا اور یہ ایسا ہر ۱۰۰۰ سال تک قائم رہے گی۔ یہاں بھی تازی پارٹی کا دھونو چرچ کی مانند موجود تھا اور اسی کو یہ ہتھے کا اختیار حاصل تھا کہ کیا حق ہے اور کیا باطل۔ اور ایسیں ایسی فوتوی دستوں کو مذہبی تظییموں کے اسلوب میں منتظم کیا گیا تھا۔

مارکس ازم اور فاشیزم کے رو عمل میں دوسرے نظریات پوری وقت کے ساتھ بھرے۔ میری مرا در مغربی لبرل ازم سے ہے جس میں سرمایہ داری (کپیٹل ازم) اور فرانسیسی طرز کا فاشیزم شامل ہیں، جس کی رو سے اجتماعی زندگی سے مذہب کی جزا کا نا ضروری ہے۔ تو آبادیاتی دور کے بعد عرب دنیا میں نیشنلزم، لبرلزم، فاشیزم اور سو شلزم غرض یہ گہ تمام مغربی نظریات کو آزمایا گیا لیکن سب بری طرح ناکام ہو گئے۔

اس پس منظر میں بیسویں صدی کو نظریات کی صدی (century Ideological) کما جا سکتا ہے۔

اسلام، ایک نظریہ حیات

اب ہم اپنی توجہ اس مشترک عصر پر مرکوز کرنا چاہیں گے جو ۱۹ ویں صدی اور ۲۰ ویں صدی کے تمام نظریات کی پہچان ہے۔ یہ سب نظریات محدث پر مبنی تھے، ان کا مطلع نظر سیکور تھا اور ان کی بسیرت وحی و الہام سے خالی تھی۔ یہی سبب ہے کہ ان میں سے کوئی نظریہ بھی بنیادی انسانی سوالات کا جواب نہ دے سکا، یعنی انسان کمال سے آیا؟ کیوں آیا؟ اور کس طرف جا رہا ہے؟

عقلیت پسندی کے دور میں اور اس کے بعد جلد بعد عما نویں کائنات، آئندے کوئی اور فریڈرک بیگل جیسے فلسفیوں کا خیال تھا کہ انسان مذہب سے آزادی حاصل کرنے کے بعد تھا اپنی عقلی صاحبوں کی مدد سے اپنی دنیا کا آقا بن سکتا ہے۔ عقلیت پسندی بالآخر انسان کو خوش حال پر امن اور انسانیت دوست دنیا کی صفات دیتی ہے۔

اب ہم زیادہ بہتر جانتے ہیں اور اس پر حیران نہیں ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ جدیدیت صرف عقل کے ذریعے انسان کی تحریکی جملوں پر قابو پانے میں بری طرح ناکام ہو چکی ہے۔ مذہب کو ترک کر کے جنت ارضی

اجبرا اور مراکش میں جرمی کے سابق سفیر نامور نو مسلم جرم دانشور ڈائٹریکٹر مرا در حوف میں نے گزشت دنوں انسٹی ٹیوٹ آف اسلام اسٹڈیز کے زیر انتظام کرایتی میں ”اکیسویں صدی اور اسلام کے پھیلاؤ کے امکانات“ کے خواہ سے ایک پیغمبر دیا جس کا ترجمہ اور تحقیق جناب ذو القریب اور جناب احمد عبادی نے کیا ہے۔ اسے مہتمم ترجمان القرآن لاہور کے شکریہ کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

میں نوع انسان کی تاریخ کا کوئی بھی معروضی مطالعہ بتاتا ہے کہ انسان کو لاحالہ ان سوالات سے سایقہ پیش آتا ہے، میں کہاں سے آیا ہوں؟ میں یہاں کیوں موجود ہوں؟ مجھے یہاں سے آگے کہاں جانا ہے؟ یہ ناگزیر سوالات ہم میں سے ہر کسی کو فلسفی ہنادیتے ہیں، خواہ ہمیں اس کا شعور ہو یا نہ ہو۔ مذہب ان بنیادی سوالات کا جواب دیتا ہے۔ قدم دور میں تاؤ مت، ہندو مت اور بدھ مت نے اور اس کے بعد یہودیت، عیسیٰ یت اور اسلام نے ان سوالات کے جواب دیے اور انسانی تاریخ کی تکمیل میں اپنا کردار ادا کیا۔

نظریات کی صدی

۱۸ ویں صدی کے بعد ہم ایک ایسے دور میں داخل ہوئے ہیے آئینہ یا لو جیکل کما جا سکتا ہے۔ یہ عقلیت اور جدیدیت کے تصورات کا دور تھا۔ ایک ایسے دور میں مذہب کا تصور عوای شعور سے محو ہو گیا اور عملاً نظریات نے مذہب کی جگہ لے لی۔ سیکور نظریوں نے جن کا مذہب سے کوئی رشتہ نہیں تھا، خود مذہب کی شکل و صورت اختیار کر لی۔ مارکس، اسٹکلز اور یعنی کے ہاتھوں تکمیل پانے والی مارکس ازم کی آئینہ یا لو جی وہ آئینہ یا لو جی سمجھی جاسکتی ہے جس نے پہلی بار یہ شکل اختیار کی۔ مارکس ازم نے مذہب کی طرح اپنے پیروکاروں کو مکمل طور پر اپنے ساتھی میں ڈھالنے اور کشوں کرنے کی کوشش کی اور ان سے اخلاقی طور پر اس کا پابند رہنے کا قلقا لیا۔

ائلی، جرمی، اپیلن، پرچکل اور یونان میں فلطیحیت کی مختلف شاخوں نے اسی اشتراکی ویژن میں نسل پرستی پر مبنی شاہزادم کی تیز خوارک بھی شاہل کر دی تاکہ اس کی مدد سے یہودیوں جیسی نسل کے لوگوں اور مشرقی یورپ کی سلف نسل کے خلاف شرمناک جرمائیں کا جواز پیدا کیا جاسکے اور

۔

جیسے ہے کہ آج آئس لینڈ سے نیوزی لینڈ اور کوریا سے کولمبیا تک ۱۰۰ سال پہلے جو تھداو کے اعتبار سے دنیا کا ساتواں حصہ تھے، اب ان کی تھداو دنیا کی آبادی کا ۲۰ فیصد ہے۔

اب لندن، بیرس، روم، ویانا، لین، زغرب، نیویارک اور لاس انجلس جیسے شہروں میں نمائندہ مساجد قائم ہیں۔ مزدور کارکنوں کی نقل مکانی اور مغلی یونیورسٹیوں کی دل کشی کی بدولت لاکھوں مسلمان یورپ اور امریکہ میں سرگرم عمل ہیں۔ ہر کہیں اسلام دوسرا سب سے بڑا نہیں گروہ بنتا جا رہا ہے۔ آج کوئی اخبار یا انی وی چیل ایسا نہیں جس میں اسلامی موضوعات شامل نہ ہوں۔ اور صرف حال ہی میں یہ ممکن ہوا ہے کہ تمام یورپی زبانوں میں کلاسیکل اسلامی لزیج پرستیاب ہے۔ قرآن ایک ایسی کتاب ہے جس کا سب سے زیادہ ترجمہ کیا جا رہا ہے اور زمین پر جس کی تلاوت سب سے زیادہ کی جاتی ہے۔

چونکہ یہ سب کچھ ۲۰ ویں نظریاتی صدی میں ہوا ہے، اس لیے بعض اسلامی تحریکیں بینیادی طور پر سیاسی مقاصد کے لیے جدوجہد کر رہی ہیں اور کسی وجہ ہے کہ بعض لوگ صرف بلوی کے باعث تشدد کی راہ پر چل نکلے ہیں۔ اس صورت حال کی وجہ سے اسلام کا حوالہ بھی اکثر ایک آئینہ یا لوگی کے طور پر دا جاتا ہے۔ یہ بات اس لحاظ سے تو درست ہے کہ اسلام بھی دنیا کے امور چلانے کے لیے تصورات کا ایک جمیع پیش کرتا ہے لیکن ہمیں اپنے عقیدے کا حوالہ ایک آئینہ یا لوگی کے طور پر دینے سے گریز کرنا چاہیے۔ اس لیے کہ اصطلاح سے سیاست اور ایسے دنیاوی تصور کا مگماں ہوتا ہے جس میں آخرت شامل نہیں۔

مذہب کا مستقبل

صورت حال کچھ بھی ہو، یہ حقیقت اپنی جگہ اہم ہے کہ تیرے ہزاریے کے آغاز پر صرف دو نقطے نظریاتی رو گئے ہیں جو مغرب کے انسان کے دل و دماغ کو اپنی طرف متوج کر سکتے ہیں، یعنی جدیدیت کے بعد یکور ازم اور اسلام۔ ان کے علاوہ کوئی تیرا مقابل نظر نہیں آتا۔ اگرچہ مغلی داش وردوں میں خال خال ایسے افراد بھی ہیں جو بدهت میں کشش محسوس کرتے ہیں مگر وہ شاید کسی دوسرے جنم میں موقع ملنے کا انتظار کریں گے۔ لہذا اب نہیں اہم سوال یہ ہے کہ مستقبل کس کا ہو گا؟ علاوہ ازیں کوئی نتیجہ نکالنے سے پہلے اس سوال کا جواب ڈھونڈنا ہو گا کہ کیا ۲۱ویں صدی مذہبی ہو گی یا نہیں؟

موجودہ دور میں بظاہر یہ نظر آتا ہے کہ مذاہب معاشرے سے خارج ہو رہے ہیں اور یہ کیفیت امریکہ سے زیادہ یورپ میں پائی جاتی ہے۔ لوگ گروہ در گروہ سمجھی چرچوں کو خیریا کر رہے ہیں۔ یہ چرچ بھی ہمارے عمد

کی بجائے ہمیں تاقابل یقین حد تک وحشانہ عالمی جنگوں، کیمیائی اور امنی جنگی اسلو، قتل و غارت اور نسلی صفائی جیسے مصائب اور تباہیوں کا سامنا کرتا ہے۔

ہمیں اس پر کوئی حرج انی نہیں، اس لیے کہ بدیکی طور پر صرف مذاہب ہی انسان کو اس بلند سطح تک لے جاسکتے ہیں جس سے وہ نسلی جنگوں، شمولی جذبات اور اتنا پرستی پر قابو پا سکے۔ جب خدا کو پادشاہت کے مقام سے اتر کر خود انسان ہر چیز کا معیار بن بیٹھا تو تمام قوانین اس کی صوابیدی پر منحصر ہمہ رے۔ اس عمل میں الوہی قانون کا نظریہ روکر دیا گیا لیکن بکو ایک کھونے سے پاندھ کر رکھنے والے "نظری قانون" کو خلاش کرنے کی کوششیں ناکام ہو گئیں۔

ذہانت سے زندگی کا مشابہہ کرنے والے مغلی افراد ایک نسل قبل اس تخلیق تینج پر پہنچ چکے ہیں کہ اگر انسان مذہب کی یادیافت نہ کر سکتا تو نبی نوع انسان نہ صرف اپنے آپ کو جاہد کر لے گی بلکہ اپنے ساتھ کہ ارض کو بھی لے ڈوبے گی۔ ہاروڑ یونیورسٹی کے پروفیسر ڈیوڈ نیل نے اپنی تصنیف "سرملیہ داری کے ثقافتی تضادات" میں اس بات کی تلقین کی ہے کہ اغلاقیات کی تحریر تو کے لیے کسی نہ کسی طرح کا مذہب اپنا نہیں ضروری ہے، خود اسے خود نہ کیوں نہ ایجاد کرنا پڑے۔ امریکہ کے ایک سابق خفارت کار دیم آفیس نے پیش گوئی کی ہے کہ مغلی دنیا ایک بار پھر کیونزم کی طرح مسادہ ہو گی، اس لیے کہ یہ اعلیٰ بصیرت سے محروم ہے۔ دونوں الی و انش نے اس بدیکی حقیقت کو دریافت کر لیا ہے کہ کوئی انسانی تہذیب کبھی روحانیت کے بغیر زندہ نہیں رہ سکی۔

اس پس منظر میں یہ بات نہیں اہم ہے کہ ۲۰ ویں صدی کے سالوں عرش سے اسلام غیر متوقع تکن نمیاں طور پر عالمی منظر ابھر رہا ہے۔ ایک لیے مذہب سے کوئی توقع نہیں کی جا سکتی تھی جس پر شیخ سرہندی، شاہ ولی اللہ اور محمد بن عبد الوہاب جسی مُحنیتیوں کے باوجود ۳۰۰ برس سے جمود کی حالت طاری رہی ہو اور جس کے تمام مانے والوں کو یورپی اقوام نے اپنی تو آبادیات میں شامل کر لیا ہو۔

مغلی مستشرقین کو قصوروار نہیں تھمرا لیا جا سکتا۔ وہ تو اسلام کا مطالعہ ایسے کر رہے تھے جیسے ماہرین حیونات ان انواع کا مطالعہ کرتے ہیں جن کا وجود تیزی سے ختم ہو رہا ہے۔ اسلام ان کے لیے تاریخ کے ایک دلچسپ موضوع سے زیادہ کوئی جیشیت نہیں رکھتا تھا۔ میکس مینگ نے ۱۹۰۱ء میں جرمن زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھا "بظاہر اسلام کا سیاسی کردار ختم ہو چکا۔"

ہر شخص کا سیاسی خیال تھا، کوئی یہ نہیں سمجھتا تھا کہ الانفلان اور محمد عبده اسلامی احیا کا پیغام لائیں گے۔ کوئی شخص یہ پیش کوئی نہیں کر سکتا تھا کہ علام محمد اقبال "سن البنی" سید قطب یا ابوالاعلیٰ مودودی اور محمد اسد جیسے لوگ دعوت اسلامی کو مشرق و مغرب میں پھیلانے کا ذریعہ بن جائیں

بجز زندگی کے تصور کے بارے میں بہت غلرمند ہے۔ فی الواقع یہ نوجوانوں کے لیے ایک اہم اہانت ہے کہ اسلام اپنے ساتھ خاندان، امت اور اخوت کے تصورات لاتا ہے۔ اسلامی معاشرے میں مغربی مسیحیوں کے درمیان اپنے ہمسائے سے محبت کے تصور کے مقابلے میں اخوت کا رشتہ کمیں زیادہ حقیقی طور پر قائم ہے۔ اگر مغربی معاشروں کی جذباتی سرد مری ایک حقیقت ہے تو اسلامی اہم کی محبت اور گرجو شی ہم عصر مغربی بچوں کی ایک بنیادی ضرورت پورا کر سکتی ہے۔

کپیوٹر دور کی درروں میں فطرت، جنی لحاظ سے مشتعل ماحول اور مغربی زندگی میں مقابلے کی وحشیانہ دوڑ جو اسکول سے ملازمت اور ملازمت سے جنی تعلقات تک جاری رہتی ہے، اور زیادہ سے زیادہ کے حصول کی تک ورنے ایک الی صورت حال پیدا کر دی ہے جس میں ہر گام امریکی کم از کم ایک بار نفیتی معلج سے مشورے پر مجبوہ ہے۔ ایسے لوگ اس بدیکی حقیقت سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ مسلمانوں کی اکثریت اپنی ذات میں مطمئن ہے، نفیتی بوجھ سے بے نیاز اور علبات پسند نہیں۔ مختصر یہ کہ وہ اپنے اللہ کی رضا پر راضی اور اپنے ماحول اور اپنی ذات سے مطمئن لوگ ہیں۔ ان تمام اسباب کی بنا پر میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ بہت سے لوگ جو اپنی روزمرہ زندگی کی بھاگ دوڑ سے نجک آچکے ہیں، اسلام کے بارے میں زیادہ جانتے کی جانب مائل ہوں گے۔

اسلام کے امکانات

۱۔ اس سوال کا جواب کہ کیا لوگ اسلام کو دریافت کر سکیں گے یا نہیں، اس بات پر مختصر ہے کہ مسلمان اسلام کو درست طور پر پیش کرتے ہیں یا اس کی خاطر ترجیح کرنے لگتے ہیں۔ حق ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی جنہیں چاہتا ہے سیدھی راہ پر چلاتا ہے۔ سان فرانسیسکو کے جیفرے یونگ کی طرح بہت سے تو مسلم صرف قرآن کریم پڑھ کر مسلمانوں کے حلے میں شامل ہو گئے تھا لانکہ اس سے قبل ان کا مسلمانوں سے کوئی رابطہ نہیں تھا، لیکن بحیثیت مجموعی اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو داعی کے طور پر استعمال کرتا ہے۔

۲۔ پہلے میں اس بات پر بحث کرنا چاہوں گا کہ مسلمانوں کو اشاعت اسلام کے لئے کیا کرنا چاہیے؟ اس تجویز کو اس ایک جملے میں سمیانا جا سکتا ہے ”اسلام کو مغربی معاشرے اور تمدنی کی صحت مندی کے لیے ایک اہم علاج کے طور پر پیش کیجئے۔ ان امراض کے مداوا کے طور پر جو مغرب کو ہلاک کرنے والے ہیں۔“ میں سمجھتا ہوں کہ پورے ادعاء اور فعل انداز میں دعوت پیش کرنے کی ضرورت ہے، معدود خواہانہ رویہ اختیار نہیں کرنا چاہیے۔ دعوت کا انداز ایسا نہیں ہوتا چاہیے جیسے کوئی چیز طلب کی جا رہی ہو، بلکہ ایسا ہوتا چاہیے جو کسی کو کچھ پیش کرتے وقت اختیار کیا جاتا ہے۔ اور دینے کے لیے ان باتوں کے علاوہ جن کا ذکر میں تبلیغ ازیں کر چکا ہوں،

ہمارے پاس بہت کچھ ہے:

کی روح اور فیشیوں کے مطابق یکے بعد دیگر مصالحیں کرتے ٹپے جا رہے ہیں۔ لہذا تم جس پر ستون کے پاری پیدا ہو چکے ہیں، لوگ جب اور جسے چاہیں استھان حمل کی اجازت لے سکتے ہیں۔ خواتین بسپ بھی ہیں اور روزہ رکھنے کی عملاً کوئی مدت مقرر نہیں۔ یقین کیجئے کہ اس طرح چرچ تیزی سے مخفف ہو رہے ہیں۔ چنانچہ اب یہ کوئی تعجب کی یات نہیں کہ مسیحیت پر ایمان رکھنے والوں کی اکثریت (حتیٰ کہ بعض پروٹسٹنٹ پادری بھی) سچے کی الوہیت اور موت کے بعد دوبارہ بحث میں یقین نہیں رکھتی۔ بہر حال یہ صورت حال کی مکمل تصویر نہیں، ابھی تک بھی روپیوں کا تبلیغ بے قائدہ نہ ہب اور ہر پھیلا ہوا ہے۔ نہ ہب مسلم چرچوں سے ہٹ کر اپنے وجود کے لیے نئے سارے تلاش کر رہا ہے۔ آپ مغربی دنیا کی کسی بک شاپ میں ٹپے جائے، آپ دیکھیں گے کہ نہ ہب کے مقابلے میں اسرار و رموز اور علمات پر مشتمل کتب کا سیکشن کہیں برا ہو گا۔ لوگ آج بھی یہ جانتا چاہتے ہیں کہ ان کا مستقبل کیا ہے؟ وہ ہر قسم کے رازوں کو جانتا اور خوشی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ بنیادی طور پر اپنی نہ ہبی خواہشوں نے تمام صنعتوں کو چھلنے پھونے کا موقع دیا ہے۔ لوگ کسی بھی چیز کا تجربہ کرنے کے لیے آمادہ ہیں۔ خواہ وہ دشمن پرستی ہو یا جنت مرتضی، شیطان پرستی ہو یا ہندو گرو۔

میری تفہیص یہ ہے کہ یہ لوگ جن کی اکثریت نئی نسلوں سے تعلق رکھتی ہے، عبوری طور پر نہ ہب کے لیے سرگردان ہیں۔ بے معنویت اور روحانیت سے خالی زندگی سے ان کا دل اچھا ہو چکا ہے اور وہ اس حقیقت کی تلاش میں ہیں کہ کیا واقعی کوئی دنیا ایسی ہے جس میں ”ہر چیز چل جاتی ہے۔“ ان کی پروردش پابندیوں سے آزاد ماحول میں ہوئی ہے اور ان کے والوں میں قیادت، حقیقی اقدار اور حق و باطل کے قابل اعتماد معيارات کو پالینے کی شدید خواہش موجود ہے۔

مختصر یہ کہ ان لوگوں میں بے پناہ نہ ہبی امکانات موجود ہیں جو ایکسوں صدی کو نہ ہبی دور میں بدلتے ہیں۔ چنانچہ سوال یہ ہے کہ کیا ماہی کی نسبت آج میساہیت کے مقابلے میں اسلام کو بستر تباہی تصور کیا جائے گا یا نہیں؟ اور کیا اس وقت راجح نہیں تو عیت کے نہ ہب کے مقابلے میں اجتماعی عبادات کو ترجیح دی جائے گی یا نہیں؟

جمال تک پہلے سوال کا تعلق ہے میری سوچی سمجھی رائے ہے کہ یورپ میں مسیحیت ناقابل اصلاح ہے۔ اسی طرح مجھے یقین ہے کہ اہل مغرب ایک نیا مصنوعی نہ ہب بنانے کے لیے بھی اپنی کوششوں کو یک جا نہیں کر سکتے۔ ایسا نہ ہب چل نہیں سکے گا اس لیے کہ نہ ہب کے لیے ایک ایسی ہستی کا تصور ناگزیر ہے جو نجک و نشے سے بالا ہو۔ صرف دھی و امام پر ہی نہ ہب کی تعمیر ممکن ہے۔

جمال تک دوسرے سوال کا تعلق ہے، میں زیادہ پر امید ہوں۔ نوجوان نسل آپس کے تعلقات کو عزیز رکھتی ہے اور بڑھاپے میں تحملی اور

(د) تمام مغربی معاشروں کو اپنے اندر مختلف حرم کے گروہی تھببات نسل پرستی، شاکرزم اور دوسرا نہاد کے خلاف امتیازی سلوک میں خطرات لاحق ہیں۔ ان کی غلائی کی تاریخ کا آج بھی امریکہ میں مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ ماضی قریب تک جتنی جنگیں یورپ اور امریکہ میں لڑی گئیں وہ اسی حرم کے تھببات کی وجہ سے برپا ہو گئیں۔

اس پس منظر میں جب زندہ دار مغربیوں کو معلوم ہو گا کہ اسلام نظری اور عملی دونوں افکار سے ایک ایسا نہاب ہے جس نے رنگ و نسل کے بجائے تقویٰ کو معیار بنا کر، ہر انسان کو امت میں قبول کر کے اور خلوص دل سے دوسرا نہاب کو برداشت کر کے نسل پرستی اور کثیر القاصد معاشرے کا مسئلہ حل کر دیا ہے تو وہ اسے جنت گم گئی خیال کریں گے۔ جب میکم ایکس کو معلوم ہوا کہ امت میں سب نسلیں شامل ہو سکتیں ہیں تو اس کے لیے یہ ایک بڑا اکشاف تھا۔

آئیے ہم اس قدر کو عملی زندگی کا حصہ بنتے ہوئے اپنی صفوں میں رنگ، نسل، زبان اور اسی طرح کے دوسرا نہاد کو مٹا دالیں اور اس سے بہترین فائدہ اٹھائیں۔ امریکہ کے لاکھوں افریقی النسل لوگوں نے اسلام قبول کیا کہ حضرت بلاں سیاہ قام تھے۔ دوسرا لاکھوں لوگوں کو بھی انی مقاصد کے تحت کیوں نہ ان کی بیویوی پر آمادہ کیا جائے؟ میں المذاہب رواداری کا منشور بھی اسی طرح مساوی افادت کا حامل ہے جسے سورہ العنكبوت کی آیت ۲۸ اور سورہ البقرہ کی آیت ۲۵۶ میں بیان کیا گیا۔ یہ بینادی رواداری جس پر عالمی سمجھی اتحادی تحریک سے پہلے ۱۲۰ سو رس تک عمل کیا گیا، مغربی لوگوں کی نظر میں اس قدر غیر معمولی ہے کہ وہ اس کی تحسین کے بغیر نہیں رہ سکتے۔

ہماری جانب سے اس بات کی نشاندہی کرنے کی ضرورت ہے کہ ترکوں کی حکمرانی کے دور میں ۵۰۰ برس تک یونان آر تھوڑے کی رہا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ۸۰۰ برس تک ایجن میں نہنے والے مسلمان کماں گئے؟

(e) نوجوان نسل اپنے آپ کو آزاد محسوس کرتی ہے اور اپنی آزادی برقرار رکھنا چاہتی ہے۔ وہ وراثت میں ملنے والی پیشوائی پادریوں کی مذہبی رسوم، پر اسرار عقائد اور ہر اس چیز سے نفرت کرتے ہیں جو انہیں چرچ کے ادوار کی یاد دلاتی ہے۔

ایسے لوگ اس وقت خوش گوار جیت میں گم ہو جاتے ہیں جب انہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام چرچ، پوب، رسوم، تھیم خداوندی، ملکیت، ملیب پر نجات اور وراثت میں ملنے والے گناہوں میں پریشان کن تصورات کو تسلیم نہیں کرتا۔ جب انہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان سے زیادہ پادریوں سے آزاد اہل ایمان کوئی اور نہیں تو وہ جیت کا اطمینان کرتے ہیں۔ ان کے لیے یہ بات باعث جیت ہے کہ وہ کوئی در میانی و سلیب قبول نہیں کرتے، خواہ وہ پادریوں اور سینٹ کی صورت ہی میں کیوں نہ ہو۔ وہ اپنی عبادات میں مکمل انفرادی حیثیت میں اللہ کے رو برو جیش ہوتے ہیں۔ وہ یقیناً اس جرے سے بھی بہت متاثر ہوں گے کہ ہر مسلمان اپنے بربتے سے قطع نظر نام کے فرائض انجام دینے کا

(af) مسلمانوں کا تصور اللہ بے مثل خدائے واحد کا تصور ہو یہک وقت ہر کسی موجود ہے لیکن سب سے مورا ہے جسے حدود زبان و مکان میں تقدیم نہیں کیا جا سکتا۔ وہ واحد تھی جو مطلق وجود رکھتی ہے، اللہ کا یہ وہ واحد تصور ہے جو جدید تعلیم یافتہ انسان کو مطمئن کر سکتا ہے۔ توحید یعنی ہر حرم کی آلامی سے پاک یہ تصور کہ اللہ ایک ہے، ہمارا بڑا اٹاٹا ہے۔

(b) دینا کی کوئی تہذیب خاندان کا ڈھانچہ ثبوت جانے کے بعد دیر تک زندہ نہیں رہ سکتی۔ موجودہ دور میں بالفضل خاندان شدید حملے کی زد میں ہے اور ریاست بھی اس میں شامل ہے جو رشتہ ازدواج کے بغیر تعلقات کو فروغ دینے کے لیے ہر ممکن کام کر رہی ہے۔ طلاق کی شرح خوفناک حد تک بڑھ پکی ہے۔ بڑے بڑے شہروں میں آدمی گھر بھروسہ افراد چلا رہے ہیں جن میں وہ عورتیں بھی شامل ہیں جو پچھے تو چاہتی ہیں، شوہر نہیں۔ بچوں کی ایک بڑی تعداد باب کے بغیر پرورش پا رہی ہے۔ بہت سے بچے کس قدر عدم توازن کا خشکار ہیں، اس کا اندازہ تشدد کے بڑھتے ہوئے رہ جان سے کیا جا سکتا ہے۔ ان کے دل میں بزرگوں اور خاندان کا احترام اتنا کم ہو چکا ہے کہ اب امریکہ میں پاپنڈیڈہ والدین سے نجات کے لیے بچے قانونی دعویٰ بھی کر سکتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ مسلمان خاندان گلوبلائزیشن اور اقتصادی مجبوریوں اور ملی ویژن کے زیر اثر شدید دباؤ میں ہیں۔ تاہم عمومی طور پر مسلمان خاندان مختبوط تانے بلانے میں ملک ہیں اور عام مغربی گھرانوں کے مقابلے میں زیادہ تحفظ فراہم کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو اپنے اٹاٹے کا تحفظ کرنا چاہیے۔

(ج) مغربی معاشرے کو اپنے وجود میں دوسرا بڑا خطہ ہر حرم کی منتشریت سے درجیش ہے، جن میں سُکریت، کوکین، ایل ایس ڈی اور دوسرا نش اور ادویہ شامل ہیں۔ بلکہ انی وہی اور انٹر نیٹ کو بھی ان میں شامل کیا جاسکتا ہے۔ کسی مبانی کے بغیر یہ کما جا سکتا ہے کہ نہ مغربی معاشرے کے پورے وجود میں سرایت کر چکا ہے۔ بڑے صدے کی بات ہے کہ لوگ جام، گولی اور خاص سُکریت کے بغیر جی نہیں سکتے۔ ایسے لوگ بالفضل شرک کی ایک جدید حرم پر عمل ہی رہا ہے۔ وہ خدا کے سوا کسی دوسرا چیز کے خلام بن چکے ہیں اور اگر کسی ایسیں روزے کے قواعد کی پابندی کرنی پڑے تو یہ بات اور واضح ہو جائے گی۔ وہ ایسا نہیں کر سکیں گے اس لیے کہ وہ اپنے وجود کے مالک نہیں رہے۔

مسلمان اس امر پر فخر کر سکتے ہیں کہ وہ اپنے وجود میں سنجیدہ فطرت ہیں۔ وہ ہر لمحے مستعد اور چوکس رہتے ہیں اور بھی محروم نہیں ہوتے۔ نہ نش کے زیر اثر ملک حادیات کے قصور وار ہوتے ہیں۔ شاید ہی کوئی دوسرا بات اتنی صراحت کے ساتھ یہ ثابت کر سکے گی کہ اسلام ایک تباہی طرز حیات ہے جو مغرب کو حالت شم خوابیدگی میں جاہی سے بچا سکتا

(ز) اقتصادیات کے میدان میں بھی اسلام کو باعث رہت سمجھا جاسکتا ہے۔ پہلی نظر میں رہا کی ممانعت ہے معنی اور ناقابل عمل لگتی ہے۔ لیکن بغور دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ممانعت بھی کاروبار کو، جس پر سرمایہ داری کی عمارت تحریر کی گئی ہے، تحفظ فراہم کر سکتی ہے۔ جب سرمایہ پیشتر نقصان سے حفاظ کاروبار میں صرف کیا جانے لگتا ہے تو اسلام نفع و نقصان کی بنیاد پر کاروبار پر نور دیتا ہے اور سرمائے کے وجود کو توڑنے کی کوشش کرتا ہے۔

(ح) اسلام کے چند اور پہلو بھی مغربی لوگوں کے لیے کشش رکھتے ہیں جن میں سخت کے اعتبار سے رمضان کے روزے بھی شامل ہیں۔

لیکن آخری تجربے میں یہ عوامل مغرب اور مشرق کے درمیان سب سے زیادہ اہم اختلاف کی صورت میں سست جاتے ہیں۔ یعنی زندگی کی کواليٰ، جس کے بارے میں مقدار اور معیار کے اعتبار سے دونوں کے رویے مختلف ہیں۔ مغرب واضح طور پر مقداری پہلو کو اس حد تک عزیز رکھتا ہے کہ جب تک کسی چیز کی مقدار یا اس کے شمار کا تعین نہ کیا جا سکے، وہ اس کے نزدیک کسی قدر و قیمت کی حالت نہیں۔ فی الحقيقة مغرب میں ان اقدار سے انکار کا راجحان عام ہے جن کی مادی مقدار (مادی پہلو) کا تعین نہیں کیا جاسکتا اور وہ صرف روحانی سچائیاں ہیں۔

اسلامی دنیا سمیت مشرق نئی نئی اشیائے صرف کے استعمال سے حاصل ہونے والی خوشیوں کی طرف راغب ہے جو گلوبالائزیشن کے ذریعے ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچ رہی ہیں لیکن آج بھی اس خطے میں زندگی کی کواليٰ کے پہلوؤں کو مقداری پہلو کے مقابلے میں زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ اسلام زندگی کی کواليٰ کو جس میں سکون قلب، فرست، غور و فکر، دوست داری اور سماں نوازی شامل ہیں، خصوصی اہمیت دیتا ہے۔ یہ حقیقت مغرب کے بہت سے لوگوں کے لیے باعث توجہ ہوئی چاہیے جو احتفاظہ مادیت سے خوفزدہ ہیں۔

راہ کی رکاوٹیں

۔ جیسا کہ ہم نے دیکھا، اسلام کو متعدد وجوہ کی بنا پر مغرب کی بیش تر کمزوریوں کے لیے تریاق سمجھا جا سکتا ہے اور سمجھا جانا چاہیے۔ چنانچہ اسلام ۲۱ ویں صدی کی رہنمایی والی بن سکتا ہے۔

لیکن بعض عوامل ایسے بھی ہیں جو خلاف سمت میں کام کر رہے ہیں۔ مسلمان ابھی تک کسی جگہ ایک حقیقی مسلم معاشری نظام قائم نہیں کر سکے۔ جمیورست، انسانی حقوق اور عورتوں کے حقوق جیسے فیصلہ کن مسائل پر بھی مسلمانوں کی پوزیشن ابھی تک ابھام کا شکار ہے اور ان کے قطعی نظام کی پہلوؤں سے اب تک درود سلطی سے تعلق رکھتے ہیں۔

۔ علاوہ ازیں، اکثر مسلمانوں کا طرز عمل دعوت و تبلیغ کی کوششوں کو بے اثر کر دیتا ہے۔ مغرب میں اکثر یہ ساتھ ہی اسلام فرقیین کے درمیان مثالی زندگی کو عبادت قرار دیتا ہے۔

(د) شاید آپ کو یہ بات سن کر جیرانی ہو کہ جسی محملات میں مسلمانوں کا شابط آج کل بہت سے نوہوانوں کو ثابت طور پر تاثر کرتا ہے جو "اقدار کی تدامت پسندی" کے چدید نظریے کی جانب جھکاؤ رکھتے ہیں۔ متعدد مغربی خواتین جو گلیوں، بازاروں میں سماں جس کے طور پر مردوں کا نشانہ بننے کو توہین آئیز سمجھتی ہیں، ان مسلمان عورتوں کی مداح ہیں جن کا لباس اور رکھ رکھاؤ واضح اشارہ دیتا ہے کہ وہ کوئی ارزان جس نہیں ہیں۔ جس لنزبچر اور نلنوں، فیشن شو، سن کے مقابلوں اور عرباں جسی اشتہارات سے عورت کا احتصال کیا جا رہا ہے۔ اس صورت حال میں آزادی نسوان کی حادی بہت سی مغربی عورتیں بھی اب سمجھتے ہیں کہ ان کی مسلمان بہنیں بھی اسی مقصد یعنی عورت کے وقار کے لیے جدوجہد کر رہی ہیں اور وہ یہ کام زیادہ کامیابی سے انعام دے رہی ہیں۔

استقطاب حل کے بارے میں مسلمانوں کے اس موقف کو کہ اس کی اجازت صرف اسی صورت میں دی جا سکتی ہے جب ماں کی زندگی خطرے میں ہو، "حاکی حیات" حلقوں میں بڑی عزت کا مقام دیا جاتا ہے۔ یہ طلاق اس امر پر مثالاں ہیں کہ کیمپوں کی بیٹیوں کی وجہ کی وجہ پر مسلمان حل کی اجازت دینے لگے ہیں۔ یہ سمجھا جاتا ہے کہ اسلام پہنچ کی زندگی کے حق میں واضح موقف کا حامل ہے۔

مغرب کی خاموش اکثریت ہم جس پرستی کے خلاف بھی مسلمانوں کے موقف کا احترام کرتی ہے۔ یہ خاموش اکثریت مغرب کی نئی پالیسی کی نہاد کرتی ہے، جس کے تحت ایک ہی جس کے افراد کے افزادے درمیان تعلقات کو ایک طرز زندگی سمجھ کر قبول کر لیا گیا ہے۔ مغرب کے بہت سے دانشوروں کو غدشہ ہے کہ خواہی سلسلہ پر ہم جس پرستی کا مرتبہ بڑھا، جس میں ہم جنوں کی شادیاں بھی شامل ہیں، انحطاط اور زوال تذبذب کی علامت ہے۔ یہ لوگ اس بات پر شرم ہوس کرتے ہیں کہ سان فرننسیسکو میں شرکے دو حصے ہم جس پرستوں پر مشتمل ہیں۔ اس میں کوئی تعجب نہیں کہ ایسے لوگ مسلم رویے کو پسند کرتے ہیں جس کے تحت بظاہر "پیدائشی" ہم جس پرستوں کو قاتل رحم سمجھا جاتا ہے، جبکہ ہم جس پرستی کو زندگی کا معمول تسلیم کرنے سے انکار کیا جاتا ہے۔

مغرب میں یہک وقت دو انتہائی رویے نظر آتے ہیں۔ ایک جانب جس سے مکمل ابتعاب ہے تو دوسری جانب بے لگام جسی آزادی۔ اسی طے مغرب کے صاحب نظر لوگ مسلمانوں کے نقطہ نظر سے تاثر ہیں جو پہنچی جہالت کی حقیقت اور آدمی کی ضروریات کے بارے میں زیادہ متوازن اور بلوقار ہے۔ اسلام شادی کے اقدس کویسائیت کی رہی سلسلہ پر نہیں لے جاتا بلکہ عقل سلیم کے مطابق یہ سمجھتا ہے کہ یہ معلمہ غیر مستقل بھی مثبت ہو سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اسلام فرقیین کے درمیان مثالی زندگی کو عبادت قرار دیتا ہے۔

باقیہ: تعارف و تبرہ

نے کماکہ پاکستان میں چار ہزار کے قریب دینی مدارس رجسٹرڈ ہیں۔ وہ ان دینی مدارس کے سربراہوں سے ملاقات کر کے ان پر زور دے چکے ہیں کہ وہ ان مدارس میں ریاضی اور کمپیوٹر کی تعلیم کو بھی اپنے فضاب میں شامل کریں۔ وہ صرف ایک قسم کے لوگ پیدا نہ کریں بلکہ مقابل شخصیات پیدا کریں۔ نیویارک ٹائمز کے مطابق امریکہ نے وزیر داخلہ کے اش رویو کے حوالے سے پاکستان کے دہشت گردی پر قابو پانے کے لیے تازہ ترین اقدامات کو خوش آئندہ قرار دیتے ہوئے امید ظاہر کی کہ یہ اقدامات کامیاب ہوں گے اور کما ہے کہ ہم پاکستان کی حکومت اسے اسی قسم کے اقدامات کی امید ہے۔ امریکی نائب وزیر خارجہ برائے جنوبی ایشیا کارل انڈر فرجنج نے وزیر داخلہ کے ایکشن پلان پر تبصرہ کرتے ہوئے کماکہ امریکہ اس کا خیر مقدم کرتا ہے۔ اگرچہ پاکستان نے امریکہ کو باقاعدہ طور پر ان اقدامات سے آگہ نہیں کیا تاہم ہمیں پاکستان سے ایسی ہی امید ہے اور ہم ابھی قسم کے اعلانات کے خطرہ ہیں۔ امید ہے کہ پاکستان اس میں کامیاب ہو گا۔ ایک اور امریکی عمدے دار نے کماکہ لگتا ہے کہ پاکستان پسلے سے زیادہ اقدامات کر رہا ہے۔ (روزنامہ جنگ لاہور - ۱۱ جون ۲۰۰۰ء)

وزارت داخلہ کیوضاحت

اسلام آباد (این این آئی) وزارت داخلہ کے ترجمان نے واضح کیا ہے کہ وزیر داخلہ یفینٹنٹ جنرل (ر) معین الدین حیدر نے "نیویارک ٹائمز" کو اش رویو دیتے ہوئے ہرگز یہ نہیں کماکہ پاکستان کو سیکورٹی شیٹ بنا لیا جائے اخبار نے غلط بیانی کی ہے۔ اتوار کو جاری ہونے والے ایک بیان میں ترجمان نے نیویارک ٹائمز کے حوالے سے پاکستانی پرنس میں شائع ہونے والے وزیر داخلہ کے اش رویو کے بارے میں وضاحت کرتے ہوئے کماکہ "نیویارک ٹائمز" نے وزیر داخلہ اور اش رویو کرنے والے کے خیالات کو خلط کر رہا ہے جس سے قارئین کے ذہن میں غلوک و شبہات پیدا ہوئے۔ ترجمان نے کماکہ اش رویو کے دوران وزیر داخلہ کے خیالات بالکل واضح اور ثبوس تھے۔ انہوں نے پاکستان کو سیکورٹی شیٹ بنانے کا کوئی حوالہ نہیں دیا۔ ترجمان نے کماکہ وزیر داخلہ متعدد مرتبہ واضح کر چکے ہیں کہ حکومت کا مقصد پاکستان کو ایک مستقر جدید پروگریو اور متحمل مزاج شیٹ بناتا ہے۔ جمال تک پاکستان کو سیکورٹی شیٹ بنانے اک تعلق ہے یہ محلہ آزادی کے وقت ہی طے ہو گیا تھا کیونکہ پاکستان ایک مسلم ملک کی حیثیت سے ہی اسلام کے نام پر وجود میں آیا۔ لہذا اسلام ہی پاکستان کا سرکاری نام ہے اور پاکستان کے عوام اسلام کے سیاسی، معاشری اور اخلاقی قدریوں اور منسرے اصولوں سے مستفید ہوتے رہیں گے۔

جو ان پڑھ ہیں، اپنے عقیدے کو پیش کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ نیجا ٹاؤن و کم تر درجے کی بستیوں (ghettos) میں نسلی گروہوں کی صورت میں رہنے لگتے ہیں۔ اپنے وطن کی ثقافت، اس کی خواراک، لباس، موسيقی، معاشرتی رسم و رواج اور زبان کے تحفظ کے لیے وہ اپنے قومی تصورات اور رسم و رواج کے مجموعے کو اسلام کے طور پر پیش کرنے لگتے ہیں۔ اس سے بھی بڑھ کر ان تاریکین وطن کی اصل دل چسی اپنے آبائی ملک سے ہوتی ہے، جمال وہ جلد سے جلد لوث جانا چاہتے ہیں۔ جرمی میں آباد ایک رُک جو ترکی میں اسلام کا احیا چاہتا ہے، بلاشبہ مہمان ملک میں دعوت کے کاموں کے لیے کسی کام کا نہیں رہتا۔

جمال تک ان چند لوگوں کا تعلق ہے جو مغرب میں اشاعت اسلام کی کوشش کر رہے ہیں، وہ اسے اتنا بے پچک، قانونی اور فقیہ بنا دالتے ہیں کہ مغربی لوگ روحانیت کے عدم وجود سے چونکہ انتہے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ ظاہری خلیل و صورت کو اصل پر فویت دی گئی ہے اور اکثر فروعی سائل کو بینادی اور مرکزی موضوعات کے برابر اہمیت دی جاتی ہے۔ ان وجود کی بنا پر مسلم کارکن اپنے مغلی پروسوں پر نہب کے حوالے سے بہت کم اثر انداز ہوتے ہیں۔

۳۔ اس کے علاوہ ایک اور بڑا عامل جو اسلام کو غالب آنے سے روکتا ہے وہ یہ ہے کہ انسان با اسلامی حقائق سے من موزنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے۔ ایک بیمار آدمی کو (اور مغرب بیمار ہے) نہ صرف یہ تعلیم کرنا چاہیے کہ وہ بیمار ہے، بلکہ اسے تجویز کردہ گولی میز پر رکھ دینے کے بجائے اسے لگنا بھی چاہیے۔ بصیرت کی اہمیت اپنی جگہ لیکن یہ عمل کی مقابلہ نہیں بن سکتی۔ جرمی کے ایک صدر کے بقول ہمارا مسئلہ علم کا نہیں، اطلاق کا ہے۔

قرآن میں ان قدم اقوام کی کمایاں بکثرت بیان کی گئی ہیں جنہوں نے توشت دیوار پرستی سے انکار کر دیا اور تنبیہات پر کافی نہ دھراحتی کر ان کی تنبیہ البال انجام کو پہنچ گئی۔ میں ممکن ہے کہ ہم عمر مغلی دنیا بھی بیانی تک پہنچ سے قبل اپنا راست تبدیل کرنے اور اسلامی طرز زندگی اختیار کرنے کا حوصلہ اور عزم پیدا نہ کر سکے۔ اگر ایسا ہوا تو حال ہی میں کیونزم پر پہنچ پانے کے بعد مغرب پر بھی خود فراموشی کی ایک الیکی کیفیت طاری ہو جائے گی جس کا انجام ہلاکت کے سوا کچھ نہیں۔ مغلی دنیا اپنے اندر ولی انشادات کا خلاک ہے اور ان انشادات میں سب سے زیادہ ملک یہ ہے کہ انسان کو دیوبانی لایا گیا ہے۔

ہلاکت مغلب کا ہاگزیر انجام ہے۔ اگر مغلی دنیا اس انجام سے بچتا چاہتی ہے تو اسے چاہیے کہ از سرفون و بندوباری تعالیٰ کی مقدس اور الہامی حقیقت کو تعلیم کرے اور قرآنی اقدار اور احکام الہی کے مطابق جنہیں اللہ کے آخری نبی کی سنت سے مخلکم کر دیا گیا ہے، زندگی برس کرنا شروع کر دے۔ واللہ اعلم

جناب منظور الحق، کامٹی

تزاںیہ کے حکمران خاندان کا قبول اسلام

قتل عام کر لیا جس کے نتیجے میں کپلا اور دیگر شروں سے مسلمان پڑوی ملکوں میں جا کر پناہ گزین ہوئے۔ ایشیائی مسلمانوں کی اکثریت جو کاروبار پر چھائی ہوئی تھی وہ انتہائی بے چارگی کے عالم میں جان بچا کر یوگنڈا سے نکل گئی اور خالی ہاتھ اپنے اپنے دھن کو روانہ ہوئی۔

تزاںیہ کی فوج نے جو فتح بن کر یوگنڈا میں داخل ہوئی تھی بڑی بے دردی کے ساتھ مسلمانوں کا قتل عام کیا اور بہت بڑے بیانے پر لوٹ مار کا بازار گرم کیا۔ یہ لوگ مسلمانوں کے بیش قیمت اہانتے اپنی فوتی گاڑیوں میں بھر بھر کر اپنے ساتھ لے گئے۔

یہ زیرے ہی تھا جس نے زنجبار کی آزادو خود محترم عرب سلطنت کو ختم کر کے اسے زبردست تزاںیہ کی سو شلست یونین میں شامل کیا اور سو شلست اصلاحات کے نام پر زنجبار سے عرب اور مسلم تشغص کو ختم کرنے کی نہ موم کوشش کی۔ زنجبار میں ۱۹۳۳ء سے قبل سرکاری زبان عرب تھی اور ذریعہ تعلیم بھی عربی ہی تھا۔ سب سے پہلے اس نے سرکاری دفاتر اور اسکولوں سے عربی زبان کو ختم کیا۔ سوا عربی زبان جس کا رسم الخط عرب تھا، اسے عربی کی بجائے انگریزی رسم الخط میں تبدیل کیا۔ یہ بات قائل ذکر ہے کہ سوا عربی زبان پر عربی کا اثر بہت زیادہ ہے۔ اس کے سر فیصلہ الفاظ عرب کے ہیں۔ خصوصاً ”کفتی“ مکمل طور پر عربی ہی ہے۔ اندراز گنگو بھی عربی ہے۔ اگر کوئی شخص عربی سے اچھی طرح واقف نہ ہو تو اندرازہ نہ کر پائے گا کہ وہ شخص پاہم عربی میں گنگو کر رہے ہیں یا سوا عربی میں۔ مسلم خواتین کے لیے برقع کے استعمال کو ”قانوں“ جرم قرار دیا اور عیسائیوں کے ساتھ مسلمانوں کی شاہی کی سرپرستی سرکاری سطح پر کی۔

یوگنڈا سے عیدی امین کی حکومت کے خاتمے کے بعد اس نے کپلا میں پادریوں کی ایک عالی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ میں نے تمہرے کر لیا ہے کہ آئندہ دس سالوں میں تزاںیہ سے مسلمانوں کی اکثریت کو اقلیت میں بدل کر دی دم لوں گا۔ چنانچہ اس نے عالی کلیساوں کی مدد سے اپنے اس دیرینہ خواب کو شرمندہ تحریر کرنے کے لیے بھرپور کوششیں کیں۔ لیکن وہ اپنی اس چال میں کامیاب نہ ہو سکا۔

زیرے کے قبول اسلام کی تفصیلات بیان کرنے سے قبل اس کے قبل اسلام کے ان حالات کو بیان کرنے سے ہمارا مقصد یہ واضح کرنا تھا کہ دنیا یہ دیکھ لے کہ عیسائی حضرات غیر عیسائی لوگوں بالخصوص اسلام اور مسلمانوں کے حق میں کس قدر متعصب اور قائم ہوا کرتے ہیں۔ جبکہ دنیا

تزاںیہ کے سابق صدر اور حکمران پارٹی کے موجودہ سربراہ جویلس زیرے کا خاندان جب دارالسلام میں رابطہ عالم اسلامی کے نمائندے شیخ مصطفیٰ عباس کے ہاتھ پر مشرف پر اسلام ہوا تب یہ خبر جمال عالم اسلامی کے لیے ایک حرث ایگزیکٹو مژہبی عظیم تھی، وہیں عیسائی دنیا کے لیے بہت ہی الناک اور بلوس کن تھی۔ کیونکہ زیرے کی اسلام دشمنی اور مسلم بیزاری کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں تھی۔ زیرے وہ سخت کیر اور متعصب عیسائی رہا ہے جس نے اپنے دور اقتدار میں مسلمانوں پر بے تحاش مظلوم ڈھائے۔ گویا وہ جدید دور کا فرعون صفت حکمران تھا۔

تزاںیہ براعظم افریقہ میں ایک غالب مسلم اکثریت والا ملک ہے جس کی مجموعی آبادی ۸۷ فیصد حصہ مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ جبکہ بمشکل ۲۰ فیصد آبادی عیسائیوں کی ہوگی۔ بالی غیر مسلم جنگل قبائل ہیں جنہے کا کوئی مذہب معلوم نہیں ہوتا۔ ۸۷ فیصد مسلم اکثریت آبادی والے اس ملک میں زیرے نے نام نہاد سو شلزم کی آڑ میں انتہائی متعصب اور خالی عیسائی حکومت قائم کر رکھی تھی۔ اپنے دور اقتدار میں اس مسلم اکثریت کو ختم کرنے اور عیسائی اکثریت قائم کرنے کی بھرپور کوشش کی جس میں اسے بڑی طرح تباہی کا سامنا کرنا پڑا۔

دارالحکومت ”دارالسلام“ کا نام بدل کر ایک سیکور ہم رکھنے کی کوشش کی گئی جس پر مسلمانوں کے شدید احتجاج اور غیر معمول رو عمل کی وجہ سے مجبوراً اپنا ارادہ ترک کرنا پڑا اور دارالحکومت کے لیے نیا شر بنائے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ دارالسلام سے صرف دس لاکھ یمنیز دور تزاںیہ کے نئے دارالحکومت کی تعمیر شروع کی گئی۔ کیونکہ دارالسلام کی نوئے فیصلہ آبادی مسلمانوں پر مشتمل ہے اور سو فیصد کاروبار بھی مسلمانوں ہی کے پاس ہے۔ اس وقت شر میں صفائی وغیرہ کا کوئی مقول انظام نہیں۔ سڑکوں پر جگ جگ غلائت کے ڈھیر پڑے ہوئے ہیں اور شر کری بڑی سرکیں ٹوٹی پھوٹی حالت میں ہیں جن کی مرمت وغیرہ کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جاتی ہے۔ الخرض زیرے نے مسلمانوں کی دل آزاری میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

زیرے وہ شخص ہے جس نے تزاںیہ کے مسلمانوں کے ساتھ پڑوی مسلم ممالک کے حکمرانوں اور مسلمانوں کو بھی چین کا سائبیں لینے نہیں دیا۔ چنانچہ اس نے یوگنڈا کے عیدی امین کی حکومت کا تختہ اٹ کر وہاں ایک نئی پادری جزر ابوجے کو اقتدار پر بٹھایا اور یوگنڈا کے مسلمانوں کا بے دریغ

پلے ہی مساجد اور چرچوں کے دروازے پر کھڑے ہو کر مسلم نوجوانوں نے اس مناظر سے تعلق چھٹیں تھیں۔

تزاںیہ کی سرزین پر یاکیک عیسائیت کے خلاف مسلمانوں کی یہ زبردست یخار عوام الناس کے لیے انتہائی حرمان کن اور بالکل خلاف موقع تھی۔ کیونکہ زیرے کی ختنگی کی وجہ سے مسلمان دانشور طبقہ بھی حیرت و استحباب کا شکار تھا، کیونکہ مناظر سے ایک روز قبل تک کسی کو پہنچنے تھا کہ عیسائیت کے خلاف اس اچانک اٹھنے والی زبردست تحریک کے پیچے خود جتاب صدر مملکت کے صاحبوں کا فرمایا ہے۔

تزاںیہ کی تاریخ میں یہ بالکل پسلا موقع تھا جب مسلمانوں نے عیسائی مشرزوں کو کھلے عام لکھا تھا۔ چنانچہ عام لوگوں میں اس عظیم مناظر اتی اجتماع میں شرکت سے دیکھی پیدا ہوئی اور پورے تزاںیہ میں اس کا چرچا ہونے لگا۔ لوگ اس میں شرکت کی تیاری کرنے لگے۔ بلکہ شیخ احمد دیدات کے تین تربیت یافتہ شاگردوں کے ہم تھے جو اہل تزاںیہ کے لیے بالکل غیر معروف اور نئے تھے۔ ان تینوں مبلغوں نے شیخ احمد دیدات سے ڈین جنبی افریقہ میں رہ کر تربیت حاصل کی تھی اور باہل کے مختلف اور مختلف شخصوں کا گمراہ مطلع کیا تھا۔ زیرے کے پچوں کا ان سے برا گردادستانہ قتل الذرا یہ نوجوان مبلغین بھی آپس میں ملتے تو تزاںیہ میں اسلام کی تبلیغ اور عیسائی مشرزوں کے مقابلے میں صلاح مشورے کرتے۔ آخر کار انہوں نے یہ ملے کیا کہ اس مناظرے کا اہتمام کھلے میدان میں کیا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس کو دیکھ سکیں اور خود ہی فیصلہ کریں کہ حق کس کے ساتھ ہے اور بر سر پاٹل کون ہے۔

سب مشورہ لور پو گرام دارالسلام کے سب سے وسیع و عریض اور خوبصورت جسموری پارک میں یہ مناظروں شروع ہوا تو دو دن تک چلا۔ درمیان میں نمازوں اور کھانے پینے وغیرہ کے لیے وقت ہوتا تھا۔ یہ دیکھ کر حاضرین کی حیرت کی انتہاء رہی کہ اسچی پر زیرے کے تینوں لوگوں کے مبلغین کے دوش بدوسٹ بیٹھنے ان کے ساتھ مکمل تعاون کر رہے تھے۔ تینوں مبلغین کے ہم درج ذیل ہیں (۱) غریب شیخ موسیٰ فونڈی (۲) شیخ احمد کا مسیبا (۳) شیخ محمد متا۔ ان تینوں میں غریب شیخ موسیٰ فونڈی سب سے زیادہ چاق و چورنے اور حاضر دلاغ و حاضر جواب ہیں۔ مشق افریقہ کے مبلغین کے سردار بھی یہی ہیں۔ ان کی تبلیغی کوششوں کی وجہ سے عیسائی پادریوں کی خندیں حرام ہو چکی ہیں کیونکہ یہ تینوں مبلغین بالکل نوجوان اور صحت مند ہیں ان کی عمر ۳۰، ۳۲ اور ۳۵ سال کی ہیں۔ شیخ احمد دیدات کے یہ تینوں تلامذہ اصل افریقی پاشدتے ہیں اور مقامی سو اصلی زبان کے ماہر اور اچھے ادب ہیں۔ یہ حضرات مناظروں بھی سو اصلی زبان ہی میں کرتے ہیں جس کی وجہ سے یہ تینوں مبلغین پورے مشقی افریقہ کے پادریوں کے لیے ایک چیخ بننے ہوئے ہیں۔

بھر میں وہ اور ان کے پادری حضرات اپنی امین پسندی اور انصاف کا ڈھنڈورا پہنچنے پہرتے ہیں اور دیگر غیر مسلم حضرات انہیں اپنا سیجا سمجھ کر ان کی بلوں میں اگر مسلمانوں کے ساتھ دشمنانہ رویہ اپنالیا کرتے ہیں۔ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف یہود و ہندو کی نفرت کی طرح عیسائیوں کی نفرت اب ڈھکی چھپی بات نہیں رہی ہے اور اس کی نمایاں مثالیں برطانیہ، فرانس، روس اور جرمنی سے آئے والی خبروں میں دکھالی دیتی رہتی ہیں۔ لیکن یہ سب کچھ جدید نظاموں کے خوبصورت نام پر قائم ہونے والی حکومتوں کے نام پر ہوتا ہے جس کی وجہ سے عوام یہ نہیں سمجھ پاتے کہ چس پر وہ عیسائیت ہی کار فرمائے۔

خراب ہم آگے سڑ زیرے کے قبول اسلام کی حیرت انگیز تفصیلات سے آگاہ کریں گے جسے پڑھ کر ایسا ہی محسوس ہوا جیسے یہ جدید دور کا ایک معمجزہ ہے کہ کسی جدید فرعون نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ یعنی اس وقت جب کہ وہ تزاںیہ میں عیسائیت کے لیے سرگردان تھا اور عیسائی مشرزوں کی ہر ممکن مدد کر رہا تھا، اس کے پیچے اسلام کے گھرے مطالعے میں مصروف تھے اور بتدرج اسلام کی طرف مائل ہو رہے تھے۔ اس کے پیچے امریکہ اور کینیڈا کے مختلف کالجوں میں زیر تعلیم تھے کہ اسی دوران اسلام کی دعوت بے مثاث ہوئے اور سب سے پہلے زیرے کی ہو مسلمان ہوئی، پھر یہی بعد دیگرے تینوں بیٹے اور دونوں بیٹیاں بھی مسلمان ہو گئیں۔

زیرے کے پچوں کا قبول اسلام کوئی معمولی واقعہ نہیں تھا بلکہ عیسائی دنیا کے لیے ایک بہت بڑا وحہا کا تھا۔ یہودی اور عیسائی پرلس نے کامل طور پر ان خبروں کا بایکاٹ کیا۔ کیونکہ ماضی میں بھی یہودی پرلس کا یہی رویہ رہا ہے۔ اگر کسی قاتل ذکر شخصیت نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا تو اسے کوئی اہمیت نہیں دی گئی اور قطعاً نظر انداز کر دیا گیا اور اگر کہیں دنیا کے کسی دور دراز گوشے میں بھی غیر معروف دو چار اشخاص نے عیسائیت قبول کی تو اسے دنیا بھر میں اخبارات کی زہانت پہنچا گیا۔ اس سلطے میں مسلم پرلس نے بھی بالکل خاموشی اختیار کی۔ ہال تحریکات اسلامی سے تعلق رکھنے والے بعض جریدوں نے اپنے طور پر تحقیقات کر کے اس خبر کو عام کیا۔

زیرے کے پچوں کے قبول اسلام کے بعد دارالسلام اور دیگر اہم شہروں میں تسلک ساخت گیا اور کافی دونوں تک اس کا چرچے رہا۔ لیکن باقاعدہ ریڈیو، تی وی اور اخبارات کے ذریعے اس کی تشبیر کو روکنے کی پوری پوری کوشش کی گئی۔ لذرا عوام الناس اسے افواہ سے زیادہ کوئی اہمیت دینے کے لیے تیار نہ تھے۔ باقاعدہ طور پر اس وقت عام لوگوں کو یقین آیا جب تک خود زیرے کے پچوں نے دارالسلام میں عیسائیت کے خلاف جماد شروع کر دیا، چنانچہ انہوں نے عیسائیت کے خلاف ایک بڑے مناظرے کا انعقاد کیا اور بر اعظم افریقہ کے تمام پادریوں کو چیخنے کیا اور وسیع پیارے پر اس کی تشبیر کی۔ سو اصلی زبان میں بڑے بڑے پسر و دیواروں اور اہم سرکاری دفاتر سے دروازوں پر آور بڑا کیے گئے۔ مناظرے کی تاریخ سے تقریباً ایک ما

باقیہ: تفسیر معاجم المعرفان

حضور علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں بتایا گیا ہے۔ تفسیر "معالم المعرفان فی دروس القرآن" طالب علموں، خطبیوں، علمائے کرام اور عوام الناس کے لیے یکساں مفید اور معلومات افراد ہے اور اپنی تمام معنوی خوبیوں کے ساتھ ظاہری خوبیوں بینی عمدہ کتابت، اعلیٰ کافند، بہترن طباعت اور دینہ زیب جلد بندی سے بھی مزمن ہے۔ کل صفحات تقریباً تیسرا ہزار جبکہ قیمت ۳۱۵۵ روپے ہے۔ ناشر مکتبہ دروس القرآن فاروق گنج گوجرانوالہ

(مطبوعہ روزنامہ پاکستان لاہور ۲۸ اپریل ۱۹۷۶ء)

باقیہ: مولانا رشید احمد گنگوہی مطہری

جو حج بدل تھا اور تیرا ۱۴۹۹ھ میں کیا ہے بھی حج بدل تھا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو صلح اولاد سے بھی توازا اور بے شمار دینی خدمات آپ سے لیں اور لا تحداد تحلیف، خلفاء اور اولاد کے صدقہ جاریہ کے علاوہ فناوی رشیدیہ، اوثن العرائی، بدایہ اشیع، سبیل الرشاد، امداد اللوک، الفتوف الدانیہ، زبدۃ الناسک، لطائف رشیدیہ، رسالہ تراویح، رسالہ وقف، فتویٰ نظر احتیاطی، فتویٰ میلاد، بدایت المحدثی، رسالہ خطوط وغیرہ، علمی ذخیرہ چھوڑ کر ۱۴۲۳ھ میں اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔

خدارحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

باقیہ: تعارف و تبرہ

دنیا سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے اور صرف پاکستان کو بہتر کرنے کے لیے یہ شور چلایا جا رہا ہے۔ ۳۲ صفحات پر مشتمل یہ کتابچہ دفتر ماہنامہ "المذاہب" ملک پارک شاہدربہ لاہور سے طلب کیا جا سکتا ہے۔

میں ایک احمدی تھا

ایک معروف قاویانی دانشور پروفیسر منور احمد ملک نے کچھ عرصہ قبل قادریت کو خیرواد کرتے ہوئے اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا ہے اور ایک مضمون میں اپنے قبول اسلام کے اسباب و وجہ اور قادریانی جماعت کے تأکید پر اندرولی حالات پر روشنی ڈالی ہے۔ یہ مضمون روزنامہ اوصاف اسلام آباد میں شائع ہوا تھا اور اب اسے ہمارے محترم دوست جناب عبد الرشید ارشد نے رائٹرز فورم جوہر پریس بلڈنگ جوہر آباد ضلع خوشاب کی طرف سے پہنچت کی صورت میں شائع کیا ہے جو احباب میں قسم کے لیے ان سے مٹکوایا جا سکتا ہے۔

اس مناظرے میں شیخ موسیٰ فوہڈی کے ساتھیوں کے مقابلے میں دو پادری اور راہبہ نے حصہ لیا۔ مسلم مبلغین کے انداز بیان اور طرز تھا طب سے سامنے بخوبی سمجھ رہے تھے کہ فاتح کون اور مفتوح کون ہے۔ حق کس کے ساتھ ہے اور بر سر باطل کون ہے؟ مقابلے میں شیخ اور ان کے ساتھیوں کا انداز دچکپ اور جارحانہ تھا جب کہ عیسائی حضرات کو مذہرات خوبیہ اور مذاہعات پوزیشن لئی پڑی۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق شرکا کی تعداد تقریباً ستر ہزار سے بھی زائد تھی۔ تیرہ دن ۱۵ فروری کی شام کو جب مناظرے اختتام کو پہنچا تو تین سو لوگوں نے اجتماعی طور پر اسلام قبول کیا اور پوری فضائل اللہ اکبر کی صدائے گونج اٹھی۔

اسلام اور مسلمانوں کے تعلق سے اچانک اس زم پالیسی کے اختیار کرنے کی وجہ نزیرے کے تعلق سے عیسائی حیران و پریشان ہیں کہ اس سخت کیر پالیسی میں یا کیا یہ غیر معمولی تبدیلی کیسے آئی کہ اس قسم کے پوگراموں کی اجازت مل گئی اور خود مسلمان بھی حیران تھے۔ دراصل نزیرے کو جب معلوم ہوا کہ خود اس کے پچھے اسلام قبول کرنے والے ہیں تو وہ بھی اسلام میں دچکپی لینے لگا۔ اسی وقت اس نے عمدہ صدارت سے دستبردار ہونے کا فیصلہ بھی کر لیا تھا اور عمدہ صدارت کے لیے تزانیہ کے سب سے معروف مسلم رہنمای شیخ علی حسن مونٹے کو نامزد بھی کیا۔ صدارت کے لیے علی حسن مونٹے کی نامزدگی سے ہی لوگوں کو معلوم ہوا کہ نزیرے کی پالیسی میں تبدیلی آرہی ہے اور مسلمانوں اور اسلام کے بارے میں اس نے اپنی روشن تبدیل کر دی ہے اور مسلمانوں کے ساتھ کی گئی نا انصافیوں اور مظالم کی حلائی کے لیے اس نے شیخ علی حسن مونٹے جیسے عالم فاضل ٹھنڈ کو صدر نامزد کیا ہے۔

(ب) شکریہ ماہنامہ دارالسلام ملیر کو مدد بھارت)

باقیہ: اقوام متحده

البتہ سروت یہ بات پیش نظر ہے کہ اقوام متحده کی بنیاد رکھنے والی کانفرنس میں پچاس ملکوں میں سے صرف چار مسلمان ملک شرک تھے یعنی سعودی عرب، شام، مصر اور بینان۔ باقی سب غیر مسلم ممالک تھے۔ ترکی اور ایران بھی اگرچہ اس تاسیسی کانفرنس میں شرک ہوئے تھے مگر ترکی واضح طور پر یکوئی ملک تھا اور ایران بھی ملت اسلامیہ کے اجتماعی وحدات سے کٹا ہوا ہونے کی وجہ سے ملت اسلامیہ کی نمائندگی نہیں کر رہا تھا۔

اس پس منظر میں اقوام متحده نے گزشت نصف صدی میں مسلمانوں اور اسلام کے بارے میں کیا طرز عمل اختیار کیا؟ اس کی کچھ تفصیل آئندہ ایک الگ مضمون کی مکمل میں پیش کی جائے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

مولانا غنی داد خوشی، ٹوب

اقوام متحده کی تاریخ پر ایک نظر

ابتداء میں اقوام متحده کی سرکاری زبانیں صرف پانچ رکھی گئیں۔ انگریزی، فرانسیسی، چینی، روی اور ہسپانوی (یاد رہے کہ ہسپانوی زبان ریاستہائے متحده امریکہ کی دوسری بڑی زبان ہے) انسیں سال تک اقوام متحده کی سرکاری زبانیں یہی پانچ رہیں۔ پھر ۱۹۷۳ء میں پاکستان سیت ۲۵ ملکوں نے ایک قرارداد پیش کی کہ عربی کو اقوام متحده کی چھٹی سرکاری زبان قرار دیا جائے اور اقوام متحده کی ایک کمیٹی نے بھی یہ سفارش پیش کی تو اس کے بعد بڑی مشکل سے عرب بھی یہ این اوکی سرکاری زبانوں میں شامل کر لی گئی۔ مگر عرب چونکہ اسلامی زبان ہے اس لیے اب بھی وہ چھٹے نمبر پر ہے۔ دفتری کارروائی صرف انگریزی اور ہسپانوی میں ہوتی ہے۔

چارڑی کی رو سے اقوام متحده کے بنیادی مقاصد کا لب لبای ہے (الف) ملکوں کو جنگ کی جاہ کاریوں سے بچانا (ب) میں الاقوایی امن و سلامتی کے قیام اور فروغ کے لیے اجتماعی مدد اور اختیار کرنا (ج) میں نوع انسان کے حقوق اور خود مختاری کے اصولوں کا احترام کرتے ہوئے قوموں کے مابین دوستانہ تعلقات استوار کرنا (د) میں الاقوایی اشتراک عمل کی بدولت دنیا سے جہالت، غربت اور بیماری کو دور کرنا (ه) نسل، رنگ اور ذہب کی بنا پر تفریق کو ختم کر کے انسانیت کی بنا پر اجتماعیت پیدا کرنا (و) اقوام متحده کو ایک دوسرے کے داخلی معاملات میں مداخلت سے روکنا (ز) میں الاقوایی قوانین مرتب کر کے قوموں کے باہمی تباہیات اُنی قوانین کے ذریعہ حل کرنا۔

اقوام متحده کے منشور میں اس تنقیم کے مقاصد، بنیادی اصول، تنقیمی ڈھانچے اور طریق کارکی وضاحت کی گئی ہے۔ پھر مقاصد میں بڑا مقصد انسانی حقوق کا حصول اور تحفظ ہے اس لیے انسانی حقوق کا الگ چارڑی مرتب کر کے ۱۰ دسمبر ۱۹۴۸ء کو جاری کیا گیا جس کا اردو ترجمہ مہماں "نوائے قانون" اسلام آباد نے دسمبر ۱۹۹۳ء کے شمارے میں شائع کیا ہے۔ انسانی حقوق کا چارڑی تیس وفات پر مشتمل ہے۔

اقوام متحده کے مندرجہ ذیل چھ اہم اوارے ہیں:

جزل اسٹبلی: یہ اقوام متحده کا سب سے بڑا اوارہ ہے، تمام ممبر ممالک اس کے رکن ہوتے ہیں اور ہر ممبر ملک پانچ نمائندے بھیج سکتا ہے لیکن اسے صرف ایک ووٹ دینے کا حق ہوتا ہے۔ اس کا باقاعدہ اجلاس تیرہ میں ہوتا ہے۔ اس اوارے میں ہر ملکے پر بحث ہو سکتی ہے جو چارڑے کے انتیار میں ہو۔

اقوام متحده کا اصلی نام جو امریکہ کے سابق صدر روز ویلت نے تجویز کیا تھا اور منتظر طور پر منظور ہوا تھا "یونائیٹڈ نیشنز آر گنرزیشن" ہے جسے مختصرًا "یو این او" کہا جاتا ہے۔ اور لفظ "اقوام متحده" جو اردو میں مشور ہوا ہے، اس کا ترجمہ ہے جیسا کہ عرب میں ام متحده اور پشتو میں مل متحده سے اس کی تبصیر کی جاتی ہے۔

پہلی جنگ عظیم (۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۸ء) کے بعد لیگ آف نیشنز قائم کی گئی۔ اس کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ آئندہ اقوام عالم کو آپس میں جنگی تصادم سے روکا جائے تاکہ پھر جانی و مالی نقصان نہ ہونے پائے۔ گواہی لیگ آف نیشنز، اقوام متحده کی ابتدائی ملک تھی۔ یہ اوارہ دوسری جنگ عظیم (۱۹۳۹ء تا ۱۹۴۵ء) کو نہ روک سکا اس لیے یہ اوارہ اپنی موت آپ مر گیا۔ پھر ۱۹۴۵ء میں جبکہ جنگ عظیم دوم اپنے عروج پر چھی اس وقت کے برطانوی وزیر اعظم چرچل اور امریکی صدر روز ویلت بھر اوقیانوس میں کہیں مل پیشے، انہوں نے ایک منشور پر رضامندی کا اظہار کیا جس کو منشور اوقیانوس کا نام دیا گی۔ اس منشور کا مرکزی نقطہ ایسے نظام کا قیام تھا جو دنیا میں جنگ کو روک سکے اور میں الاقوایی امن کو تیقینی بنائے۔ پھر انہیں دو لیڈرروں کی دعوت پر ۲۶ جولائی ۱۹۴۵ء بھرطابی ۲۵ اپریل ۱۹۴۵ء امریکہ کے ایک شر "سان فرننسیسکو" میں پچاس ملکوں کے نمائندوں پر مشتمل ایک کافرنس منعقد ہوئی۔ اس میں اقوام متحده کی بنیاد رکھی گئی اور اسی منشور اوقیانوس میں چند تراجم و اضافات کر کے اسے اقوام متحده کا منشور قرار دیا ہے آج یہ این او کے چارڑے کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس چارڑے پر پچاس ملکوں نے ۱۵ ربیعہ ۱۴۲۷ھ بھرطابی ۲۶ جون ۱۹۴۵ء کو دھخنط کیے مگر حکومتوں نے ۲۲ اکتوبر ۱۹۴۵ء سے اسے باشاط ملک دی اور اس اوارے نے باقاعدہ کام کا آغاز اسی تاریخ سے کیا۔ اس لیے ہر سال ۲۲ اکتوبر کا دن "یوم اقوام متحده" کی حیثیت سے منیا جاتا ہے۔

جب پہلی جنگ عظیم میں بے شمار جانش شائع ہوئیں پھر ایکس سال کے وقفے کے بعد دوسری جنگ عظیم چھڑ گئی اور اس میں بھی لاکھوں انسان اور بے حساب اموال اور اہلائے جاہ ہو گئے، تو آئندہ نسل انسانی کو ایسی ہولناک جانی و مالی جاہ کاریوں سے بچانے، پوری دنیا میں امن و آشی کی فضا پیدا کرنے، ملکوں کے درمیان رشتہوں کو فروغ دینے اور میں الاقوایی اقتصادی، سماجی اور ثقافتی مسائل کو حل کرنے کے لیے اقوام متحده وجود میں آئی۔

یو نیسٹ، اقوام متحده دارالحکومت ترقیاتی فنڈ اور اقوام متحده کا ادارہ برائے تربیت و تحقیق کے صدر دفاتر نیویارک میں ہیں اور پانچ اداروں کے صدر دفاتر امریکہ کے شر واٹکنن میں ہیں۔ (۱) میں الاقوامی ترقیاتی انجمن (۲) عالی تحفیظ تجارت (۳) میں الاقوامی مالیاتی کمیشن (۴) میں الاقوامی مالیاتی فنڈ (۵) عالی بیک۔ اور مخصوص اداروں کے چودہ صدر دفاتر جنہوا (سو سترے لینڈ) میں ہیں (۱) میں الاقوامی ادارہ محنت (۲) عالی ادارہ صحت (۳) اقوام متحده کی ہائی کمیشن برائے مہاجرین (۴) تحفیظ ورش داش (۵) عالی موافقانی یونین (۶) میں الاقوامی موافقانی تجارتی یونین (۷) عالی ادارہ موسیقات (۸) تجارت و معاصلات کا میں الاقوامی ادارہ (۹) اقوام متحده کا کمیشن برائے تجارتی قانون (۱۰) اسلامی آباد کاری برائے بستر بائش (۱۱) میں الاقوامی یونین برائے تحفظ قدرتی وسائل (۱۲) اقوام متحده فنڈ برائے آبادیاتی سرگرمیاں (۱۳) اقوام متحده ترقیاتی پروگرام (۱۴) اقوام متحده کا جاہی سے پچاؤ کا ادارہ۔ اور عالی ڈاک یونین کا صدر دفتر سو سترے لینڈ کے شربرن میں ہے اور عالی ادارہ خوارک و میں الاقوامی فنڈ برائے زرعی ترقیات کے صدر دفاتر روم (ائلی) میں ہیں اور ایسٹی قوت کا میں الاقوامی ادارہ اوقام متحده کا منعی ترقیاتی ادارہ کے صدر دفاتر دیانا (آئشیا) میں ہیں اور ایک ایک ادارے کے صدر دفتر مندرجہ ذیل ملکوں میں ہیں۔

جلپاں کے شرکوں میں اقوام متحده کی یونیورسٹی، کینیا میں اقوام متحده کا ماخولیاتی پروگرام اور کینیڈا کے شرکوں میں عالی ادارہ شری ہوا بازی، فرانس کے شرکوں میں یونیکو اور برطانیہ کے شرکوں میں میں احکومتی بھری مشاورتی کو نسل۔

یاد رہے کہ نمکورہ مالک یعنی امریکہ، برطانیہ، فرانس، جلپاں، ایلی، سو سترے لینڈ، ہالینڈ، آئشیا، کینیڈا وغیرہ سب غیر مسلم مالک ہیں اور صورت حال یہ ہے کہ اقوام متحده کے اداروں میں سے کسی ایک ادارے کا صدر دفتر کسی مسلم ملک میں نہیں ہے۔

اقوام متحده کے مرکزی عمدہ داران اکثر و پیشتر یہودی ہیں۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس تحفیظ کے دس اہم اداروں میں ان کے اہم ترین عمدوں پر ۳۷ یہودی فائز ہیں۔ صرف نیویارک کے دفتر میں یا میں شعبوں کے سربراہ یہودی ہیں لیکن یونیکو کے نو شعبوں میں اور آئی ایل او کے تین شعبوں میں اور ایف اے او کے دس شعبوں کی سربراہ یہودیوں کے پاس ہے۔ نیز واٹکنن کے دفاتر میں سڑھے شعبوں کے سربراہ یہودی ہیں۔ چھ عالی بیک کے اور گیارہ آئی ایف میں۔ اور یہ سڑھے عمدہ داران وہ لوگ ہیں جن کا تعلق یہودیوں کی عالی تحفیظ سے ہے۔ یہ ہے اقوام متحده کی مانیت اور اس کا تعامل خاکہ۔ اب دیکھنا ہے کہ کیا واقعی اقوام متحده اقوام عالم کا ایک مشترک ادارہ ہے یا عالی استعمار اور غیر مسلم قوتوں کے لیے مسلمانوں اور اسلام کے خلاف سازشوں کی ایک کیمیں گاہ؟ اس کا جائزہ لینے کے لیے ایک مستقل مضمون کی ضرورت ہے۔

سلامتی کو نسل: یہ ادارہ پندرہ ارکان پر مشتمل ہوتا ہے۔ جس میں یا ہے مالک مستقل نہ ہیں یعنی امریکہ، روس، برطانیہ، فرانس اور چین۔ اور ۱۱ مالک فیر مستقل میں ہیں جن کا انتخاب دو سال کے لیے جزل اسیبلی کرتی ہے۔ سلامتی کو نسل کا اجلاس کسی وقت بھی طلب کیا جاسکتا ہے۔ اس کا صدر اگریزی حروف ہجی کے اعتبار سے ہر ماہ مقرر کیا جاتا ہے تاکہ تمام میں ہیں میں الاقوامی ادارہ محنت (۲) میں الاقوامی مالیاتی فنڈ (۵) عالی بیک۔ اور مخصوص اداروں کے چودہ صدر دفاتر جنہوا (سو سترے لینڈ) میں ہیں (۱) میں الاقوامی ادارہ صحت (۳) اقوام متحده کی ہائی کمیشن برائے مہاجرین (۴) تحفیظ ورش داش (۵) عالی موافقانی یونین (۶) میں الاقوامی موافقانی تجارتی یونین (۷) عالی ادارہ موسیقات (۸) تجارت و معاصلات کا میں الاقوامی ادارہ (۹) اقوام متحده کا کمیشن برائے تجارتی قانون (۱۰) اسلامی آباد کاری برائے بستر بائش (۱۱) میں الاقوامی یونین برائے تحفظ قدرتی وسائل (۱۲) اقوام متحده فنڈ برائے آبادیاتی سرگرمیاں (۱۳) اقوام متحده ترقیاتی پروگرام (۱۴) اقوام متحده کا جاہی سے پچاؤ کا ادارہ۔

سیکرٹریٹ: اس کا سربراہ سیکرٹری جزل ہوتا ہے جس کا تقریر سلامتی کو نسل کی سفارش پر جزل اسیبلی کرتی ہے۔ سیکرٹریٹ مندرجہ ذیل دفاتر پر مشتمل ہوتا ہے۔

سیکرٹری جزل کا دفتر، خصوصی سیاسی معاملات کے اندر سیکرٹریوں کے دفاتر، قانونی امور کا دفتر، کنٹرول کا دفتر، کانفرنس سروس کا دفتر، جزل سروس کا دفتر، سیاسی اور تحفظاتی امور کا مکمل، اقتصادی اور سماجی امور کا مکمل، تولیت اور غیر خود مختار علاقوں کا مکمل، اطلاعات عامہ کا مکمل۔

اقتصادی و معاشرتی کو نسل: اس کے اراکین کی تعداد ۵۳ ہے جنہیں جزل اسیبلی تین سال کے لیے منتخب کرتی ہے۔ مگر اس ترتیب سے کہ ہر سال ایک تہائی حصہ میں ہیں کی میعاد رکنیت ثتم ہوتی ہے۔ ان کی جگہ جزل اسیبلی تے ارکان ڈا انتخاب کرتی ہے۔

تولیتی کانفرنس: یہ ان علاقوں کے انتظام کی گمراہی کرتی ہے جن کو ممبر ممالک نے اپنی تولیت یا گمراہی میں لے رکھا ہے اور تولیت علاقوں کا انتظام چلانے والے ممالک اس کو نسل کو جواب دہ ہوتے ہیں۔ تولیتی کو نسل کے ارکان تین قسم کے ہوتے ہیں۔ اول سلامتی کو نسل کے مستقل میں ہیں جذب اسیبلی کی طرف سے تین سال کے لیے منتخب شدہ میں ہیں۔ اول سلامتی کو نسل کے ارکان جو تولیتی علاقوں کا انتظام چلا رہے ہیں۔

عالی عدالت انصاف: یہ ادارہ پندرہ جنوب پر مشتمل ہوتا ہے جو سلامتی کو نسل اور جزل اسیبلی تو سال کے لیے منتخب کرتی ہیں اور ایک ملک سے ایک وقت میں ایک سے زیادہ بچ نہیں بن سکتے۔ ان چھ اہم اداروں کے علاوہ اقوام متحده کے تین ادارے اور ہیں جن میں چھ بہت مشہور ہیں وہ یہ ہیں: بچوں کا عالی فنڈ (یو نیسٹ)، تعلیمی، سائنسی اور شفافی ادارہ (یونیکو)، عالی ادارہ صحت (ڈبلیو ایچ او)، ادارہ خوارک و زراعت (ایف اے او) اقوام متحده کی کمیشن برائے مہاجرین (یو نس)، عالی مالیاتی فنڈ (آلی ایم ایف) اور عالی پینک۔

اقوام متحده کے اداروں کے صدر دفاتر کیا ہیں؟ اقوام متحده "عالی عدالت انصاف" کے سوا بالی تام بیوادی اہم اداروں کے صدر دفاتر نیویارک (امریکہ) میں ہیں صرف عالی عدالت انصاف کا صدر دفتر ہیک (بالینڈ) میں ہے اور مخصوص اداروں میں سے بھی تین اداروں یعنی

جاتب محمد صنیف قریشی ایم اے

”معالم العرفان فی دروس القرآن“ پر ایک نظر

تفسیر ”معالم العرفان فی دروس القرآن“ اب تک کی موجودہ تمام بڑی تغیریں کے نکات اور مضامین کا ایک نہایت عمدہ خلاصہ ہے۔ اس کی زبان بالکل سادہ اور عام فرمہ ہے یہاں تک کہ معمولی اردو خوان بھی اس سے پوری طرح استفادہ کر سکتا ہے۔ ہر ایک جلد کی ابتداء میں جلد کی سورتوں کا مختصر تعارف کر لیا گیا ہے جس میں سورت کے مضامین کا مختصرًا ذکر کر دیا گیا ہے۔ پوری تفسیر میں ربط آیات کا خصوصیت سے خیال رکھا گیا ہے۔ اہل علم حضرات کے لیے مشکل علی اور تحقیقی مسائل کو احسن طریقہ سے حل کیا گیا ہے۔ اس طرح ایک قاری کو بڑی تفاسیر کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ اس تفسیر میں قرآن پاک کے حقائق و معارف اور اللہ جل شانہ کے ابدی پیغام کو نہایت سل اور سادہ انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ تفسیر کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں قرآن پاک کی تعلیمات اور مفہوم و مطالب کو حضرات خلفائے راشدین، صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم اجمعین)، تابعین، تبع تابعین، ائمہ کرام، سلف صالحین اور بزرگان دین خصوصاً محدثین کرام (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) کے مرتب کردہ اصولوں اور رہنمائی میں بیان کیا گیا ہے۔ توحید، رسالت، ختم نبوت، عقائد صحابیہ اور معاویہ جیسے اہم موضوعات کو نہایت آسان الفاظ میں قاری کے ذہن نشین کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کفر و شرک و بدعت اور ادیان باطلہ اور ان سے متعلق تحریکات کا نہایت مفید اور عمدہ طریقہ سے رد کیا گیا ہے۔ تفسیر میں امام اللہ علیم الامت حضرت مولانا شاہ ولی اللہ کے گرائ قدر جواہرات کو نہایت آسان اور عام فرم الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ ان سب خوبیوں کے ساتھ ضروری مسائل کی تشریح بالکل سادہ زبان میں کی گئی ہے جو بے حد مفید ہے۔ علاوه ازیں علمی حق کے نظریات کو سامنے رکھتے ہوئے غلط انکار اور باطل فرقوں کی تکمیل بخوبی کی گئی ہے۔ دور حاضر کے باطل نظلامات محل سرمایہ داری، سو شلزم، کیونزم اور اس طرح کی دیگر تحریکات اور نظریات کی خامیاں بیان کی گئی ہیں۔ حکمت ولی اللہ کی روشنی میں قرآن پاک کی حقیقت اور صداقت اور لازوال حکمت عملی کی وضاحت کے ساتھ معاٹی اور اقصادی مسائل کا حل پیش کیا گیا ہے۔ جدت پسند طبقوں کے ذہنوں میں اسلام کے متعلق پائے جانے والے ملکوں و شہنشاہ کو نہایت عمدہ انداز میں رفع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ بر صنیف کی سیاسی و دیگر تحریکوں اور رہنماؤں پر بھی کہیں کہیں تبصرہ کیا گیا ہے اور موجودہ ماحول کی خرابیوں کی نشاندہی کے ساتھ ان کا حل اور علاج قرآن پاک اور بقیہ صفحہ پاک

گزشتہ چودہ صدیوں سے دنیا کی متعدد زبانوں میں قرآن پاک کے ترجم اور تفاسیر شائع ہو رہی ہیں۔ بر صنیف پاک وہند و بندگ دیش میں سب سے پہلے بارہویں صدی ہجری میں امام اللہ علیم الامت حضرت مولانا شاہ ولی اللہ ولیوی نے اس وقت کی وفیقی اور تعلیمی زبان فارسی میں کلام پاک کا ترجمہ کیا۔ بعد ازاں ان کے پڑے صاحبزادے حضرت مولانا شاہ عبد العزیز نے ”تفسیر عزیزی“ میں پہلے سوا پارے اور آخری دو پاروں کی تفسیر قارسی زبان میں لکھی۔ اس کے بعد شاہ صاحبؒ کے دوسرے صاحبزادے حضرت مولانا شاہ رفیع الدینؒ نے کلام پاک کا اردو زبان میں تحت اللفظ ”ترجمہ کیا۔ یہ ترجمہ آج تک رائج ہے۔ اسی زمانے میں شاہ صاحبؒ کے تیرسے صاحبزادے حضرت مولانا شاہ عبد القادرؒ نے کلام پاک کا با محابورہ اردو ترجمہ ”موضع القرآن“ کے تاریخی ہام سے ۱۹۰۵ء مطابق ۱۴۲۰ھ میں شائع کیا۔ یہ ترجمہ اب بھی کثرت سے رائج ہے اور بے حد مقبول ہے۔ گزشتہ دو صدیوں میں اس بر صنیف میں جتنے بھی ترجم اور تفاسیر شائع ہوئی ہیں ان میں سے بیشتر کی بنیاد یہی ترجمہ ہیں۔ تفسیر ”معالم العرفان فی دروس القرآن“ جو حال ہی میں گور جرانوالہ میں جلدیوں میں منتشر ہے اسی میں اسی نسبت میں اسی تفسیر کے مصنف حضرت مولانا صوفیؒ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ اس تفسیر کے مصنف حضرت مولانا صوفیؒ عبد الحمید صاحب سواتی مدخلہ کی تفصیل تھیج تعارف نہیں۔ آپ کو شیخ العرب والشیخ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے شرف تلمذ اور روحلانی نسبت کے ساتھ امام اہل سنت حضرت مولانا عبد الغفور صاحب قادر و قلم کھنستویؒ کے اوارہ سے بھی سند فضیلت حاصل ہے۔ آپ نے گور جرانوالہ میں ۱۹۵۲ء میں ”مدرس نصرۃ العلوم“ کی بنیاد رکھی اور اسی وقت سے درس و تدریس، تصنیف و تالیف، تبلیغ، تحقیق کے شعبوں میں گرانقدر خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔ ”مدرس نصرۃ العلوم“ کے جاری ہونے کے وقت سے ہی آپ نے ہفتہ میں چار دن درس قرآن کا سلسلہ شروع کر دا تھا۔ تفسیر ”معالم العرفان فی دروس القرآن“ در اصل صوفی صاحب مدخلہ کے ان ارشادات کا ہی مجموع ہے جو آپ نے چالیس برس سے زیادہ عرصہ پر محیط اس دروس میں بیان فرمائے۔ ابتداء ہی سے ان دروس کو روکارہ کرنے کا بندوبست کر لیا گیا تھا۔ اس طرح قرآن پاک کی مکمل تفسیر چار سو پچھتر کیستون میں پوری ہوئی۔ اس کی طباعت کا سلسلہ رمضان المبارک ۱۹۸۱ء مطابق اگست ۱۹۶۰ء میں شروع کیا گیا جو رمضان المبارک ۱۹۷۲ء مطابق جنوری ۱۹۹۹ء میں جلدیوں میں پایہ تھیل کو پہنچا۔

خواتین کے بارے میں اقوام متحده کا "فرمان مقدس"

- ۶۔ گھریلو کام کرنے سے انکار کرنے پر ابھارنا۔
- ۷۔ ازدواجی عصمت دری کے لیے عائلی عدالتیں قائم کرنا۔
- ۸۔ عائلی شدید اور جنسی بدسلوکی جیسے مجرمانہ معاملات کے لیے قانون سازی کرنا۔ (M 56 C-103)
- ۹۔ قوی سلطیح پر قانونی اور انتظامی اصلاحات کے ذریعے عورتوں کو معاشری وسائل، جائیداد اور حقوق و راثت ایسے تمام معاملات میں مروءوں کے مساوی حقوق دینا۔
- ۱۰۔ عورتوں کو زنا اور استقطاب حمل کا قانونی حق دینا۔
- ۱۱۔ خواتین کے خلاف ہر طرح کا انتیازی سلوک ختم کرنا۔ (D-102)
- ۱۲۔ خواتین کے سلسلے میں تمام موجودہ اور مستقبل کی قانون سازی کا جائزہ لینا، اگر ان کو تونشن سے مطابقت اور کامل تحلیل کو پہنچنی بھیلا جائے۔ (E-102)

نیوارک میں اس کانفرنس میں جو بھی منظور کیا جائے گا، وہ ہیں الاقوای قانون کی حیثیت اختیار کر لے گا اور اقوام متحده کے سبیر ممالک کی ذمہ داری ہو گی کہ ان سفارشات پر عمل در آمد کریں۔ تاہم ہنوز یہ بات مظہر عام پر نہیں آئی کہ جو ممالک ان احکامات کو نہیں مانیں گے، ان کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا جائے گا۔

(روزنامہ انصاف لاہور ۸ جون ۲۰۰۰ء)

پاکستان و تحفظ نہیں کرے گا

لاہور (خبر تھار خصوصی) وفاقی حکومت نے لاہور ہوئی کورٹ کو آگاہ کیا ہے کہ حکومت پاکستان اقوام متحده کی ایسی دستوری پر و تحفظ نہیں کرے گی جو اسلام کے مثالی ہو۔ یہ بات ڈپنی اماراتی جزل شیر زبان خان نے عورتوں کی جنسی آزادی کے حوالہ سے اقوام متحده کی جزل اسیبلی کے اجلاس میں پیش کردہ قرارداد پر پاکستان کو وحظا برلنے سے روکنے کے لیے دائر درخواست میں بھائی۔ یہ درخواست در لذہ مسلم چورشیں پاکستان کے چیخربیں محمد امامیل قریشی المیودی کی طرف سے دائر کی تھی۔ ڈپنی اماراتی جزل نے عدالت کو بتایا کہ پاکستان جزل اسیبلی کی قرارداد کی ہر اس آئندہ کی مخالفت کرے گا جو اسلام کے مثالی ہو گی۔ جزل اسیبلی کا اجلاس جس معاملہ پر غور کر رہا ہے پاکستان اس کی مخالفت کرے گا اور اس مقصد کے لیے وفد کو بھی جزل اسیبلی کے اجلاس میں بھیجا جائے گا۔ عدالت نے وفاقی حکومت کے جواب کے بعد درخواست نبٹا دی۔ (روزنامہ جنگ لاہور ۹ جون ۲۰۰۰ء)

مغلی دنیا میں عورت کے حق میں پہلا آئینی قدم ۱۸۸۲ء میں انجلاہی گیا اور یہ فرمان جاری کیا گیا کہ عورتیں اپنی مزدوری کی رقم اپنے پاس رکھ سکتی ہیں۔ اس کے بعد اقوام متحده کی سرکردگی میں ۱۹۷۵ء میں میکیکو، ۱۹۸۰ء میں کوپن ہیگن، ۱۹۹۰ء میں نیوبول اور ۱۹۹۵ء میں بیجنگ میں گیارہ روزہ کانفرنس منعقد ہوئی، جس میں ۱۸۹ ممالک کے پانچ ہزار چار سو مندوہین اور ۳۰ ہزار خواتین پر مشتمل غیر سرکاری مندوہین نے شرکت کی۔ اب ۵ جون سے بیجنگ پلس فائیور کے ہام سے نیوارک میں اقوام متحده کی جزل اسیبلی کا خصوصی اجلاس ہو رہا ہے جو ۹ جون تک جاری رہے گا۔ اس اجلاس کا عنوان یہ رکھا گیا "خواتین ۲۰۰۰ء: ۲۱ دس صدی کے لیے جنسی مساوات، ترقی اور امن"۔

اس اجلاس میں ڈیڑھ ہزار مندوہین سرکاری طور پر اور ۲۰ سے ۲۵ ہزار خواتین غیر سرکاری طور پر شرکت کر رہی ہیں۔ اس اجلاس کے ایجنڈے کو "فرمان مقدس" کا نام دیا جا رہا ہے۔ اس فرمان مقدس کے ذریعے عورت کے حقوق کے ہام پر معاشرے میں اخلاط مرد و زن، جنسی انتہار کی، خاندانی نظام کی جاہی کو عام کیا جائے گا اور اس کانفرنس میں عورت کی معاشرے میں مال، بہن، بیوی اور بیٹی کی حیثیت کے بجائے محض اسے شمع محلہ ہا کر رکھ دینے کے قانونی تحفظ کے ساتھ ساتھ جو معاملات خصوصاً ذیں غور رہیں گے وہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ جس، نسل، نہہب، عقیدہ، جسمانی محفوظی، عمریا جنسی رجحان کی بنیاد پر انتیاز کی مماثلت کرنے اور ختم کرنے کے لیے قوانین تیار کرنا اور نافذ کرنا۔ (H-120)

۲۔ وہ قوانین جو ہم بھس پرستی کو جرم قرار دیتے ہیں، ان کا جائزہ لینا اور انہیں منسوخ کرنا۔ (J-102)

۳۔ خواتین پیداواری اور تولیدی، دونوں سرگرمیوں میں مصروف ہیں، اس لیے انہیں گھریلو کام اور تولیدی کام دونوں کا محاوضہ مانا جائیے تاکہ دنیا سے غربت ختم ہو سکے۔ (J-101)

۴۔ طوائفوں کو جنسی کارکن کا خطاب دنا اور ان کے حقوق کے تحفظ کے لیے دنیا کو اپنے احکامات سے مجبور کرنا۔

۵۔ گھریلو ذمہ داریوں کا ثماریاتی تجزیہ ناممکن ہونے کی بنا پر خواتین پر ممتاز بوجھ پڑنے کی وجہ سے جو عدم توازن ہے، اس کے لیے قانون سازی کرنے کی کوشش کرنا۔ (J-103)

السلام کی فرضی تصاویر بھی شائع کی گئی ہیں۔

(افت روزہ ضرب مومن کراچی ۱۹ آن ۱۵ جون ۲۰۰۰ء)

اقوام متحده میں قاریانیوں کی درخواست

شیعیارک (مانندہ خصوصی) قاریانی اسلام اور پاکستان کو نقصان پہنچانے کے درپے ہیں اور مقاصد حاصل کرنے کے لیے یہیش مجرک رہتے ہیں۔ ان خیالات کا انحصار پاکستان مسلم لیگ علماء ملٹن ونگ کے صدر بیرون آف بھیرو شریف سید امین الحسن شاہ نے مسلم لیگ یو ایس اے کی جانب سے اپنے اعزاز میں دیے گئے تحریرے سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے احمدیہ ایسوی ایشن آف لندن کی طرف سے پاکستان کے خلاف اقوام حمدہ کی انسانی حقوق کمیٹی میں واٹر کرہہ اپیل پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ اس اپیل میں بے بنیاد الزامت عائد کیے گئے ہیں کہ پاکستان میں قاریانیوں کو سرکاری طازمت نہیں ملتی۔ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں داخلہ پر پابندی ہے اور ایک دوسرے کو سلام کرنے کی اجازت نہیں اور دنیا میں نہیں والے ۳ کروڑ قاریانیوں پر قلم ہو رہا ہے۔ قاریانی جیلوں میں سڑ رہے ہیں۔ لہذا مغربی ممالک، اقوام متحدة اور امریکہ خصوصی طور پر اس کا نوٹس لیں۔ ہر ۴۰۰ میں الحسن شاہ نے کہا کہ یہ سراسر جھوٹا پر اپیل نہ ہے۔ ہر کوئی جانتا ہے کہ قاریانی یہیش پاکستانی حکومتوں میں اعلیٰ ترین عمدوں پر فائز رہے ہیں۔ کالجوں اور یونیورسٹیوں کے بارے میں کون نہیں جانتا کہ ان پر کوئی پابندی نہیں۔ مسلم لیگ یو ایس اے کی جانب سے احمدیہ ایسوی ایشن کی مذکورہ اپیل کی خبر کی کاپیاں حاضرین جلسے میں تقسیم کی گئیں۔ آخر میں پنجاب اسیلی کے سابق رکن سیل ضایا بٹ، مسلم لیگ کے صدر آغا افضل اور دیگر مقررین نے بھی خطاب کیا۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲ جون ۲۰۰۰ء)

فلپائن میں محلہ دین کے خلاف کارروائی

ٹیلا (این این آئی) فلپائن میں سرکاری فوج نے مسلم عکریت پسندوں کے ایک محلے پر حملہ کر کے گیارہ عکریت پسندوں کو ہلاک کر دیا۔ سرکاری فوج کے ترجمان کریم ہموجینس نے یہاں اپنے ایک بیان میں کہا کہ سرکاری فوج نے گزشتہ روز موگوڈنہ ہائی صوبے میں کوئی بانوں کے شر میں مسلم عکریت پسندوں کے ایک محلے پر اچاک و حلاوا بول دیا۔ ترجمان کے مطابق یکپھن ہائی محلے پر حملے میں گیارہ عکریت پسند ہلاک ہو گئے جبکہ فوج نے یکپھن پر قبضہ کر لیا۔ ترجمان کے مطابق مسلم عکریت پسندوں کے خلاف اس وقت تک سلح کارروائی جاری رہے گی جب تک ملک میں متوازنی حکومت کا ہام نہیں ملت جاتا۔

(روزنامہ اوصاف اسلام آباد ۵ جون ۲۰۰۰ء)

احمد شاہ مسعود کے لیے روی حمایت

ماسکو (پی پی آئی) روس کی قوی سلامتی کونسل کے یکریزی سرگئی ابوالوف

کوسوو میں مسلمانوں اور سربوں کی جھڑپیں

کوسوو (اے این این) کوسوو میں سربوں اور مسلمانوں کے درمیان دوبارہ جھڑپیں شروع ہو گئی ہیں۔ تازہ جھڑپوں میں آئندہ افراد شدید زخمی ہو گئے ہیں۔ تفصیلات کے مطابق کوسوو کے قبیلے قارچ نیش میں مسلمانوں اور سربوں کے درمیان جھڑپوں میں شدت پیدا ہو گئی ہے۔ تازہ جھڑپیں قبیلے کے ایک بازار میں دستی بموں کے دھماکے کے بعد شروع ہوئے ہیں۔ علاوہ ازیں ایک سال قبل سرب فوج کے کوسوو سے انخلا کے باوجود علاقے میں اب تک امن قائم نہیں ہوا۔ سرب پاشندوں اور مسلمانوں میں منقسم شرمندوشیاں بھی جاری ہیں۔ مسلمان مطالبہ کر رہے ہیں کہ سرب پاشندے اس علاقے کو خالی کر کے اپنے علاقے میں واپس چل جائیں۔ (روزنامہ اوصاف اسلام آباد ۸ جون ۲۰۰۰ء)

بھارتی مسلمان اور سیکھوں کی فورسز

گوریلی (اے ایف پی) آسام کے سینئر مسلمان وزیر عبد الجیب مجید عدار نے کہا ہے کہ بھارتی مسلمانوں کو سیکھوں کی فورسز پاکستانی جاسوس ہونے کے الزام میں ہراساں کر بھی ہیں۔ انہوں نے کہا، آسام میں جس کی بھی ڈاؤن ہو اور سر پر نوپی ہو اسے آئیں آئیں کا مجرم بھج لیا جاتا ہے۔ انہوں نے صحافیوں سے ٹھکلو کرتے ہوئے کہا کہ پوری مسلمان برادری کو پولیس نے کثیرے میں کمزرا کر رکھا ہے۔ ان کی تذمیل کی جاتی ہے اور تعدد کا نشانہ ہاتلا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں اپنے حقوق کے لیے رہنا ہو گا۔ (روزنامہ جنگ لاہور ۸ جون ۲۰۰۰ء)

کراچی میں مسیحی مشنریوں کی سرگرمیاں

کراچی (جنی ذرائع) یہاں مشنریوں نے شر کے متحمل علاقوں کو بیڈف بنا کر مسلمانوں کو عیسائی ہاتنے کی زبردست مم شروع کر دی ہے۔ انگریزی خوانہ ایک مرد اور ایک عورت پر مشتمل گروپس بڑے پیلنے پر گلشن اقبال، گلشن چیسے علاقوں میں گھر گرد تک دے کر اخلاقیات کے فروغ کے نام پر یہیئت کی دعوت دے رہے ہیں اور یہ سلسلہ عالی نیٹ ورک کا حصہ ہے۔ تفصیلات کے مطابق واج ٹاور "بائبل لینڈ ڈسٹرکٹ سوسائٹی نسیارک" نے پاکستان سیت دنیا کے مختلف ممالک میں یہاں نظریات کو فروغ دینے کے لیے مشنریز کا جال بچا دیا ہے اور اس کام کا بہ سے بڑا اور موثر ذریعہ AWAKE ہائی س ملی جریدہ ہے جو دنیا کی ۸۲ زبانوں میں دو کروڑ سے زائد تعداد میں شائع ہو رہا ہے۔ اس رسائلے کی منت قسم کے لیے مرد و خواتین گھر گرد ٹھپتے ہیں اور انگریزی زبان اور ستار کرنے کے لیے دیگر ذرائع کو استعمال کرتے ہوئے اخلاقیات، انسانیت، حقوق، روشنی، اچھائی جیسے الفاظ کے استعمال کر کے پس پر ہے یہیئت کی تبلیغ کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ یو ڈاٹ کے ۳ میں جا بجا حضرت میسی ملی

کم ر ۲۰۰۰ جون ۱۹۷۰ء

نظام کے قیام میں ہماں کے ذمہ دار صحافی، فوجی، لال علم، دانشور اور سیاستدانوں سمیت بھیت مجھی پوری قوم ہے۔ این این آئی کے مطابق محمود احمد غازی نے کہا ہے کہ حکومتی سلط پر اگر شریعت کے خلاف کوئی بات ہوئی تو میں اس کے خلاف آواز اخوازوں گا۔ انہوں نے دونوں الفاظ میں کہا کہ کشیر میں جہاد فرض ہے کیونکہ مسلمانوں کے لیے حکم ہے کہ جب دشمن اس کے کسی علاقے پر قبضہ کر لے تو جہاد فرض ہو جاتا ہے اور حکم ہے کہ جہاد کے لیے میا اس سلطے میں پاپ کا حکم تسلیم نہ کرے۔ شوہر روکے تو یوہی اس کی اطاعت نہ کرے اور غلام آقا کا حکم نہ مانے۔

(روزنامہ جنگ لاہور ۵ جون ۱۹۷۰ء)

چیچنیا کی امن تجویز مسٹرڈ

ماں کو (اف پ) روں نے چین ییڈروں کی امریکہ کو پیش کی گئی امن تجویز کو یکسر مسٹرڈ کر دیا اور کہا کہ روں صرف علیحدگی پسندوں کے تھیمار ڈائی کی صورت میں امن کا قیام تسلیم کرے گا۔ صدر ومارہ برپوئ کے ترہ ان سر جو سیرز، میک نے بتایا کہ ہم ان تجویز سے متفق نہیں ہیں اور یہ بے سود کوشش ہے اور ہم صرف یہ چاہیں گے کہ علیحدگی پسند تھیمار ڈال دیں، املاس نیوز ایجنسی کے مطابق چین و زیر خارجہ الیاس انداوف نے دو صفحات پر مشتمل امن تجویز واخشن کو پیش کی تھیں اور فوری یہ فائز اور مذاکرات کا مطلب کیا تھا۔ یہ تجویز و زیر خارجہ میدیمین البرائیت کو دورہ مشرق و سلطی کے دوران پیش کی گئی تھیں۔

(روزنامہ اوصاف اسلام آباد ۷ جون ۱۹۷۰ء)

عالی سربراہوں کا سب سے بڑا اجتماع

اقوام متحده (اے پی) اس سال ستمبر میں منعقد ہونے والا اقوام متحده کا میلینیئم سربراہی اجلاس عالی رہنماؤں کا سب سے بڑا اجتماع ہو گا۔ ۶ ستمبر تک جاری رہنے والے اس اجلاس میں اقوام متحده کے تمام ۱۸۸ رکن ممالک کے سربراہوں کو اجلاس میں شرکت کی دعوت دی گئی ہے جس میں ۲۱ دسی صدی کی دنیا اور اقوام متحده کو درپیش ہوئے چینیوں کا جائزہ لیا جائے گا۔ ابتدائی اطلاعات کے مطابق اقوام متحده کے ترجمان فریڈ افروز نے کہا کہ اجلاس میں شرکت کے لیے ۱۳۲ سربراہان ملکت ۳۶ سربراہان حکومت ۵ نائب صدر اور دلی عمد نے انتشار کیا ہے۔

(روزنامہ جنگ لاہور ۲ جون ۱۹۷۰ء)

انڈونیشیا میں مذہبی فسادات

جکارتہ (اے ایف پی) انڈونیشیا کے قصبے یوسو میں مذہبی فسادات میں ۲۰ افراد ہلاک ہو گئے ہیں۔ ایک انڈونیشی ملٹری کمانڈر نے جعرات کو بتایا کہ وہاں سے آئنے والی رپورٹ کے مطابق ان فسادات سیکھوں افراد زخمی ہو گئے۔ فسادات کے بعد یوسو میں ماسار سے ایک بیانیں یعنی فوجی دستے اور ۲۰ بکر بند گاڑیاں بیچ ڈی گئیں ہیں جبکہ مزید ایک بیانیں فورس ۱۰ جون تک

نے کہا ہے کہ طالبان کے خلاف لڑائی میں روں کھل کر احمد شاہ مسعود کی حمایت کرے گا۔ روی خبر رسال ایجنسی کے مطابق انہوں نے کہا کہ وہ مسعود کی افواج کو اسکے کی فراہمی کی بھی حمایت کرتے ہیں۔ روں چاہتا ہے کہ افغانستان سے طالبان کی یلغار کو روکنے کے لیے ایک مضبوط فوج تکمیل دی چاہے جو طالبان کی انتاپندي کو وسط ایشیائی ریاستوں کر غیرستان اور ازبکستان تک پہنچنے سے روکا جاسکے۔

(روزنامہ جنگ لاہور ۳ جون ۱۹۷۰ء)

پاکستان سے سودی نظام کے خاتمه کی نوید

کراچی (پاکستان جنگ) پریم کورٹ کے فیصلے کے تحت سودی نظام کے خاتمے کے لیے مرحلہ دار چیل رفت جاری ہے۔ کئی غیر اسلامی قوانین کو کاہم قرار دے کر ان کی جگہ اسلامی قوانین نافذ کر دیے گئے ہیں اور ۳۱ دسمبر ۲۰۰۰ء کو ایک آرڈیننس کے ذریعے غیر سودی نظام کا خاتمہ ہو جائے گا۔ یہ باتیں ممتاز اسکار اور قوی سلامتی کو نسل کے رکن ڈاکٹر محمود غازی نے فاران کلب انٹر پیشکش کی ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے بتائیں جس سے کلب کے بانی و نگران اعلیٰ عبد الرحمن چھاپر، صدر شیخ غلام احمد، مش الدین خالد اور دیگر نے بھی خطاب کیا۔ ڈاکٹر محمود غازی نے اپنے خطاب میں کہا کہ تخلوٰ انتخابات کا طریقہ رائج کرنے سے ان ممالک میں مسلم تحریکوں کے موقف کو نقصان پہنچ گا جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں۔ پاکستانی پارلیمنٹ اور سیاسی جماعتوں نے نفاذ اسلام کی ذمہ داری پوری نہیں کی۔ پاکستانی دستور کے تحت اسلام سے متصادم کوئی قانون نہیں بن سکا۔ لیکن یہ الیہ ہے کہ غیر اسلامی قوانین کو چھین کرنے والا کوئی نہیں۔ پوری اسلامی دنیا پاکستان کو اپنا وطن سمجھتی ہے اور اس کی فوج سے محبت کرتی ہے کیونکہ یہ نظریہ اسلامی کی بلبردار فوج ہے۔ نبی چیسے جزاں سیمیت دنیا کے اسلام کے ہر گوئے میں پاکستانی افواج سے مسلمانوں کی عقیدت و محبت کا یہ عالم ہے کہ لوگوں نے اپنے گروں میں پاکستانی جنگلوں اور مجرم عزیز بھی میں ہے شہید فوجیوں کی تصاویر آؤ رہا کر رکھی ہیں۔ ڈاکٹر غازی نے کہا کہ قیام پاکستان سے قبل ہی قرار داد پاکستان میں ریاست کے آئینی و قانونی تصورات کا تعین کر دیا گیا تھا۔

انہوں نے کہا کہ سودی نظام کے خاتمے کے لیے پریم کورٹ کے فیصلے پر عمل در آمد کے پلے مرحلے پر کام کھل ہو گیا ہے جس کے تحت کئی غیر اسلامی قوانین کو کاہم قرار دے کر ان کی جگہ اسلامی قوانین نافذ کر دیے گئے ہیں جبکہ دوسرے مرحلے پر کام جاری ہے اور ۳۰ جون تک یہ کام کھل ہو گا جبکہ تیرما مرحلہ ۳۱ دسمبر ۲۰۰۰ء تک پورا ہو گا اور ایک قانون کے ذریعہ پورے بینکنک نظام کو اسلامی اصولوں کے مطابق کر دیا جائے گا۔ قائد اعظم نے کہا تھا کہ پاکستان اسلامی دنیا کا ہیں کیپ ہو گا۔ اس لیے پوری دنیا کی نگاہیں پاکستان پر ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اسلام کے عدل اجتماعی

توصیلات کے مطابق متاز خان رائس مل گزی یا سین میں کام کرنے والے دو لاکے اعجاز اور بلو جملی کی آپس میں محبت پلی آرہی تھی۔ آخر کار دونوں نے اپنے دوستوں سے مشورہ کرنے کے بعد آپس میں شادی کرنے کی فیصلہ کر لیا اور اس طرح مل کے مزدوروں نے دو لما اعجاز جھک اور دلمن بلو جملی کی آپس میں شادی کے سلسلے میں رائس مل میں ایک تقریب اہتمام کر کے نکاح پڑھانے کے لیے مولوی غلام حیدر شیخ اور وکیل کرم ڈنو کو خاص طور پر بلالیا۔ اگلے ہی دن دو لاکوں کی آپس میں شادی کی اطلاع جیسے ہی پولیس کو ملی، پولیس نے فوری طور پر کارروائی کرتے ہوئے دو لاکوں کا آپس میں نکاح پڑھانے والے مولوی غلام حیدر شیخ اور شادی کے وکیل کرم ڈنو کو گرفتار کر لیا۔ پولیس نے دو لما اور دلمن لاکوں کی گرفتاری کے لیے چھالپا مارا مگر وہ دونوں فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔

(روزنامہ نوازے وقت لاہور ۷ جون ۱۹۷۰ء)

سیکولر سیاست اور دینی مدارس پر کنشوں وزیر داخلہ کا نیا ایجنسی

واشین (این این آئی) وزیر داخلہ یونیٹیٹ جبل (ر) مصطفیٰ الدین جبار نے کہا ہے کہ پاکستان کو ترقی پسند، جدید اور متھل مزانج سیکولر سیاست ہوئی جائیے۔ انہوں نے واضح کیا کہ یہ امریکی ایجنسیاں نہیں بلکہ ہماری اپنی پالسی ہے حکومت واضح طور پر فیصلہ کر چکی ہے کہ ان ہزاروں مدارس کو کنشوں کیا جائے گا جن میں سے بعض مغرب کے خلاف نظرت پھیلا رہے ہیں اور بعض کشیر افغانستان، بوسنا اور چچیا میں جہاد کے لیے نوجوان تیار کر رہے ہیں۔ امریکی اخبار تیوار ک تائز کے نمائندہ جو ذمہ ملکی تازہ ترین روپورٹ کے مطابق وزیر داخلہ نے ایک انترویو میں کہا کہ پاکستان میں حکومت نے عکسیں پسندوں کا نیٹ ورک بذریعہ ختم کرنے کے لیے مم شروع کر دی ہے کوئی نک اس کے پاٹھ پاکستان میں فرقہ داریت بھیں رہی ہے اور لاکوں کے ذہن زہر آلوں کے جا رہے ہیں۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ پاکستان کی ایڈل پر افغانستان میں طالبان نے تھدو پاکستانی اور عرب ملک بدر کیے ہیں جو اپنی حکومتوں کو دہشت گردی کی سرگرمیوں میں مطلوب تھے۔ طالبان نے رہکاروں میں کامل کے قریب ایک یکپ کا بھی سراغ لگایا ہے جسکی تربیت دی جاتی تھی۔ وزیر داخلہ نے اس امر پر زور دیا کہ قوی سلامتی مقابلات کو مد نظر رکھتے ہوئے پاکستان کے لیے ایک اچھا فیصلہ کیا گیا ہے۔ تم کسی کے ایجنسی سے پر کام نہیں کر رہے پاکستان ایک پوکریوں پسند اور متھل مزانج سیکولر سیاست ہونا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ یہ کام ایک رات میں نہیں ہو سکتا اور اس سے بہت سے لوگ اپ سیٹ ہوں گے۔ تاہم حکومت ان پر قابو پانے اور بذریعہ روں بیک کرنے کا عزم کیے ہوئے ہے۔ ایک سوال کے جواب میں وزیر داخلہ

۵ فوجی گاڑیوں کے ہمراہ پوس پہنچ جائے گی۔ نی فورس کے آتے ہی پوس اور پاکوں کے درمیان نمی راست دوبارہ کھول دیا گیا ہے۔

(روزنامہ نوازے وقت لاہور ۹ جون ۱۹۷۰ء)

ابو سیاف اور فلپائنی حکومت میں مذاکرات

جوہو۔ فلپائن (اے ایف پی) فلپائن میں حکومت اور ۲۱ غیر ملکیوں کو یہ غلبہ ہٹانے والے حربت پسند گروپ ابو سیاف میں دوبارہ مذاکرات شروع ہو گئے۔ بدھ کی مسح ۹ رکنی حکومتی وفد جزیرہ جوہو پہنچا جسک اس نے ابو سیاف گروپ کے رہنماؤں سے مذاکرات شروع کر دیے۔ آخری اطلاعات تک مذاکرات ابھی جاری تھے۔ (روزنامہ نوازے وقت لاہور ۸ جون ۱۹۷۰ء)

سعودی عرب اور اسلامی حقوق

کہ کرم (نمائندہ خصوصی) سعودی عرب کسی بھی حالت میں شریعت پر کوئی سودے بازی کرے گا اور نہ اسے ترک کرے گا۔ اس عزم کا انعام سعودی وزیر خارجہ شزادہ سعود الفیصل نے بر سلز میں یورپی یونین اور جی سی وزراء خارجہ کے مشترک اجلاس میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ یورپی یونین کے نمائندہ کو اسلامی حقوق کیمی کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے اس موضوع پر اصولی اور منصفانہ موقف اختیار کرنا چاہیے تھا۔ سعودی عرب کے حقوق سے آنکھیں مومنہ کر اور اس کے عدالتی اور سیاسی نظام سے ملاوقتی کے عکس بیان دنا انسوس ناک امر ہے۔ انہوں نے جی سی وزراء خارجہ وفد کے سربراہ کی حیثیت سے کہا کہ سعودی عرب اسلامی حقوق سے بروحتی ہوئی دلچسپی کا خیر مقدم کرتا ہے کیونکہ ہادا نہ ہب اسلامی حقوق کے تحفظ پر زور دتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ سعودی عرب اسلامی ہدایات کا نہ ان اڑائے یا ان کی آفیلت کو نظر انداز کرنے کی کسی بھی کوشش کو برواشت نہیں کرے گا۔ سعودی وزیر خارجہ نے کہا کہ تعجب انگیز امر یہ ہے کہ ایسے وقت میں جبکہ ہمارے ہاں اسلامی حقوق کے تعارف سے متعلق غیر سراکاری خود عمار قوی اواہ اور وزیر اعظم کے ماتحت سراکاری قوی اواہ کی تکمیل کے لیے اقدامات کے جارہے تھے اسلامی حقوق کے عالی فیڈر میں رضاکاران طور پر حصہ لیا جا رہا تھا، انداد تهدی کے محلہ میں شمولیت اختیار کر لی گئی تھی، ایسے حالات میں اسلامی حقوق کی طلاق درزی کے من گھرست الزامات کی مم چلانا سمجھ سے بلا تر ہے۔

(روزنامہ نوازے وقت لاہور ۵ جون ۱۹۷۰ء)

دو لاکوں کی شادی - نکاح خواں گرفتار

شکارپور (نامہ نگار) شکارپور کے علاقہ گزی یا سین میں ڈو محبت کرنے والے لاکوں نے آپس میں شادی کر لی۔ نکاح کی تقریب کے سلسلے میں باقاعدہ اہتمام کیا گیا۔ مولوی نے وکیل اور گواہوں کی موجودگی میں دونوں لاکوں کا نکاح پڑھالیا۔ نکاح کی تقریب میں شریک مسلمانوں میں محلی تقسیم کی گئی۔

خطبات سوائی (جلد ششم)

ہماری نماز (اردو و انگلش)

حضرت مولانا شاہ سعی اللہ خان صاحب ہبھی کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا محمد فاروق صاحب ہبھی نے "ہماری نماز" کے عنوان سے نماز اور اس سے متعلق سائل اور ایمانیات وغیرہ ضروری معلومات پر مشتمل ایک جامع مجموعہ مرتب فرمایا تھا جسے مین ریسٹ پوسٹ بکس ۲۷۰۳ اسلام آباد ۲۳۰۰۰۰ نے اردو اور انگلش میں الگ الگ کتابچوں کی صورت میں شائع کیا ہے۔ دونوں کی کتابت و طباعت عمدہ ہے اور انگلش ایڈیشن بطور خاص آرت پر پر شائع کیا گیا ہے اور مغربی ممالک میں مقیم مسلمان بچوں اور بچیوں کے لیے بت کار آمد چیز ہے۔

جن حضرات کے رشت دار اور عزیز مغربی ممالک میں رہتے ہیں ہم ان سے خصوصی طور پر گزارش کریں گے کہ وہ نماز، ضروری و عادوں اور ایمانیات کے علی متن اور ان کے انگلش ترجمہ پر مشتمل یہ کتابچہ اپنے ان عزیزوں کو پہلوانے کا اہتمام کریں تاکہ ان کے پچھے نماز جسے اہم فرض کی تعلیم آسمانی کے ساتھ حاصل کر سکیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کی نعمتوں اور ان کا شکر

حضرت مولانا محمد عبد اللہ شیدی کے فرزند و جانشین اور مرکزی جامع مسجد اسلام آباد کے خطیب مولانا عبد العزیز صاحب نے انسان کے وجود اور اردوگرد ماحول میں بکھری ہوئی اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں میں سے روز مرہ مشابہہ میں آنے والی کچھ نعمتوں کو اس کتابچہ میں انتہائی دل نشین اور موثر انداز میں تلفیزیون کیا ہے اور قرآن و سنت کے حوالوں کے ساتھ ساتھ مشابہات و تاثرات کی صورت میں ان نعمتوں کی شکر گزاری کے احساس کو ابھار کرنے کی کوشش کی ہے۔ ایک سو سے زائد صفحات پر مشتمل یہ خوبصورت کتابچہ جامع فریدیہ ای سیون اسلام آباد سے طلب کیا جاسکتا ہے۔

صدر کلشن کے نام مراسلہ اور اس کا جواب

میسیحیت کے متاز محقق جناب محمد اسلام راتا نے امریکی صدر کلشن کے نام پاکستان کی ایک مسیکی تنظیم کے مراسلہ کا تجویز کرتے ہوئے اس کا جواب تحریر کیا ہے اور یہ بات واضح کی ہے کہ پاکستان میں مسیحیوں کے حقوق کی پالی کے بارے میں عالی سطح پر جو پر اپیگنڈہ کیا جا رہا ہے حقائق کی بقیہ صفحہ ۷۴ پر

حضرت مولانا صوفی عبد الحمید سوائی دامت برکاتہم مہتمم مدرس نصرت العلوم گوجرانوالہ کے دروس القرآن اور خطبات سے علماء کرام، خطباء اور دیگر پڑھنے لکھے حضرات جس طرح استفادہ کر رہے ہیں وہ بارگاہ ایزدی میں ان کی قبولیت کی علامت ہے اور بھر احمد اللہ تعالیٰ اس کا دائرة دن بدن وسیع ہوتا جا رہا ہے۔

"خطبات سوائی" کے نام سے حضرت صوفی صاحب کے خطبات جمع کا چھٹا مجموعہ اس وقت ہمارے سامنے ہے جو جناب نبی اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ کے متعدد اہم عنوانات پر معلوماتی اور پر اثر خطبات پر مشتمل ہے اور خطبات و تدریس سے متعلق حضرات کے لیے بطور خاص قابل قدر تخفیف ہے۔ صفحات ۲۸۰ عمدہ طباعت و کتابت، مضبوط جلد، قیمت ایک سو تین روپے، ملنے کا پڑھ مکتبہ دروس القرآن فاروق آج گوجرانوالہ۔

ہدایہ اور صاحب ہدایہ

جامعہ ابو ہریرہ خالق آباد نوشرہ صوبہ سرحد کے مہتمم اور معروف مصنف مولانا عبد القیوم حقالی نے ہدایہ کی مسلسل تدریس کے دوران زیر بحث آنے والے اہم علمی نکات اور صاحب ہدایہ کی سیرت و سوانح کے بارے میں اہم معلومات کو مندرجہ بالا عنوان کے تحت ایک کتابچہ میں جمع کر دیا ہے جو درسین اور طلب کے لیے بت فائدہ کی چیز ہے۔ صفحات ۸۰ کتابت و طباعت معیاری، قیمت درج نہیں۔ ملنے کا پڑھ القاسم الکلہی جامع ابو ہریرہ خالق آباد ضلع نوشرہ صوبہ سرحد

عقائد علماء دیوبند

علماء دیوبند کے عقائد کی وضاحت میں حضرت مولانا غلیل احمد سارنپوری کا تحریر فرمودہ کتابچہ "المہند علی المفند" ایک تاریخی و ستاویری ہے جسے اکابر علماء دیوبند کے ساتھ ساتھ متاز عرب علماء کی تصدیق بھی حاصل ہے۔ حضرت مولانا مفتی عبد الشکور ترمذی دامت برکاتہم نے اسی کی بنیاد پر اردو میں "عقائد علماء دیوبند" کے نام سے کتابچہ تحریر فرمایا ہے جسے علماء دیوبند کے علمی حلقوں میں پسند کیا گیا ہے، اب انہی کے فرزند مولانا مفتی عبد القدس ترمذی نے اس کا خلاصہ خوبصورت پاکٹ سائز کتابچہ کی صورت میں عمدہ کتابت و طباعت کے ساتھ شائع کیا ہے جسے جامع عقائیہ ساہیوال ضلع سرگودھا سے طلب کیا جاسکتا ہے۔

اور صاف

جمعہ المبارک 2 جون 2000ء صفحہ 1421

جزل پرویز مشرف سے ایک ضروری گزارش

استعمال کو دو کئے کیلئے کوئی تبادل طریق کار ضرور
التعاریف کیا جائے گا تو جزل پرویز مشرف خود سوچ لیں کہ
ان کے اعلان پر خواہ اور دینی طقوں میں اختلاف اور

کی جائے گی۔ اس قانون کے نتائج کے طریق کار میں اطمینان کی فناکس طرح قائم ہو سکتی ہے؟
تجہ کیلئے اس معاملہ کے ایک پل پر کچھ مرض کرنا
ای طرف جزل پرویز مشرف نے گزشتہ روز کما
کمشنی مکھتا ہوں تو میرے خالی میں ٹوک و
کمشنی مکھنی کے ساتھ مشروط کرنے کے حق میں
کہ وہ جسد کی چھپی عمال کرنے پر غور کر رہے ہیں جس کی
بھی سے بڑی دلیل یہ ہیں کی جاتی ہے کہ اس قانون
بھی شہزادوں کی زیر قرار نکے کامات ہوئے والے
کہ جس کی سوچ کے باعث ہے اور دادا جزل (ر) میں الدین حیدر کا یہ
میں سزا بہت سخت یعنی موت کی سزا ہے اور عام طور پر
ارشاد بھی تو پس کے ذریعہ خواہ کی نظر سے گزرا
اس قانون کا لفظ استعمال ہوتا ہے اس لئے قانون کے
لفظ استعمال کو درکے کیلئے طریق کار میں تبدیل
ضروری ہے لیکن ایک عام آدمی جب یہ سوچتا ہے کہ
ہمارے معاشرے میں عام طریق پر کامیں ہمارے
دیا ہو اپنے کام پر اور بھی بہت سے جو ایک طرف کو
تو ان کا حصہ ہے اور ان قوانین کا لفظ استعمال ہی
دینے والوں کو معرف جسد کی چھپی کے بارے میں منصب
ہمارے معاشرے میں عام طریق پر ہوتا ہے پھر ان میں
باری بھیت کا فیصلہ چرخ کھنپ پار بھریت نے
تھر جزل پرویز مشرف اتنی بات معرف تو ہیں رسالت
کی سزا کے قانون کے حال سے کوئی ہوتی ہے تو
اس عام شری کے ذہن میں تشویش پیدا ہوتی ہے کہ
دوزیر اعظم کے بیان کو سامنے رکھتے ہوئے خواہ اور
دنی طقوں میں اختلاف اور اطمینان کی لہر آخر کد ہر سے
انٹے گی؟

ای طرف جزل پرویز مشرف کی رسالت کی
جیبیدہ ہیں تو ایک قانون دا ان اس سے آگے بڑھ کر دیکھ
بنا ہے پھر ایک قانون کی بحث پر فوری طور پر توجہ دیکھ
ہوئی۔ وہ پلوے ہے کہ جزل پرویز مشرف کے وزراء
کے بیانات اور ان کے عمل کی بعض معاشرات میں
کارکردگی ان کے اطلاعات سے مطابقت نہیں رکھتی
جسکی وجہ سے دینی طقوں کی ایجاد میں کوئی کمی اور اس
کے بعد اسے سیشن کورٹ میں پہنچ کیا جاتا تھا کہ اس
طریق کار کو قتل کے مقدمات میں پھر ضروری قرار دیکھ
کار راست کھولنے کی کوشش بھری ہے اس سلطنتی
پہنچوں میں ایک کیا تھا اور وی طریق کار کو قرار دیکھ
مقدمات میں واپس کوئی کوئی کوئی کوئی کمی اور اس سلطنتی
معرف دینی درستگاہ مدرسہ العلوم کو جزو احوال
سلطنتی ایک طرف جزل پرویز مشرف کا اعلان ہے کے مقدمات کا گزشتہ سال ہے۔ مکرم صاحب
کار کو ایک کیا تھا اور دس کے مقدمات میں پھر ضروری قرار دیکھ
خان کا کوئی ارادہ نہیں ہے اور اس سلطنتی دینی
کار کو ایک کیا تھا اور دس کے مقدمات میں پھر ضروری قرار دیکھ
خان اس بات پر اصرار کر رہے ہیں کہ قانون کے خلا
بالت اگلے سفر پر

طاقت رکھتے ہوئے وہ کسی نہ کسی طرف مصالحت کے نام
پر درس کی سابت انتظامی کو پھر سے درس کے
معاملات میں دخیل کر دیں جو ظاہر ہے کہ دباؤ اور
مداخلت کی ایک کھل تھوڑی ہوئی۔

جزل پرویز مشرف صاحب سے گزارش ہے کہ
ان کے اعلانات اپنی یہی گمراہی اپنے ساتھیوں کے
بیانات اور اپنی مشینی کی کارکردگی پر بھی نظر رکھنی
چاہئے کیونکہ اگر ان میں آپس میں تصادم ہوگا تو ان کا
کوئی واضح سے واضح اعلان ہی خواہ اور دینی طقوں
میں اختلاف اعلان ہیں کہ اور دینی طقوں کی
یہ چھپی کو کم کرنے کی کوئی کوشش کا میاب نہیں
ہے۔

مولانا زاہد الرشدی



مولانا زاہد الرشدی

مولانا زاہد الرشدی

نمایاں کے قوادن سے درس کے نکام کو کنڈول کر لیا
اور اپنی انتظامی قائم ہو گئی جس کے تحت کسی ظل اور
قصاص کے بغیر درس کا نکام ہل دہا جسے جو دوسرا
فریق سول کو دیتی چاہیا ہے جس کے موجود
قانون کے مطابق کسی کی ناافت ہو رہی ہے مگر یہ
کسی اپنے طریقی ہانیزگ ہل کو جزو اوال کے انجام
کی جیسے پڑا ہوا ہے درس کے نکامین کی دو دفعات
کے ساتھ چھپی ہو گئی ہے اور طریقی ہانیزگ ہل کے
انچارج صاحب کی خواہیں یہ دکھائی دے رہی ہے کہ
معرفتی عائین اور سول کو دیتے مقدمہ کو بالائے

REGD. NO.
CPL 368

Fortnightly

AL-SHARIA

Gujranwala

E-mail

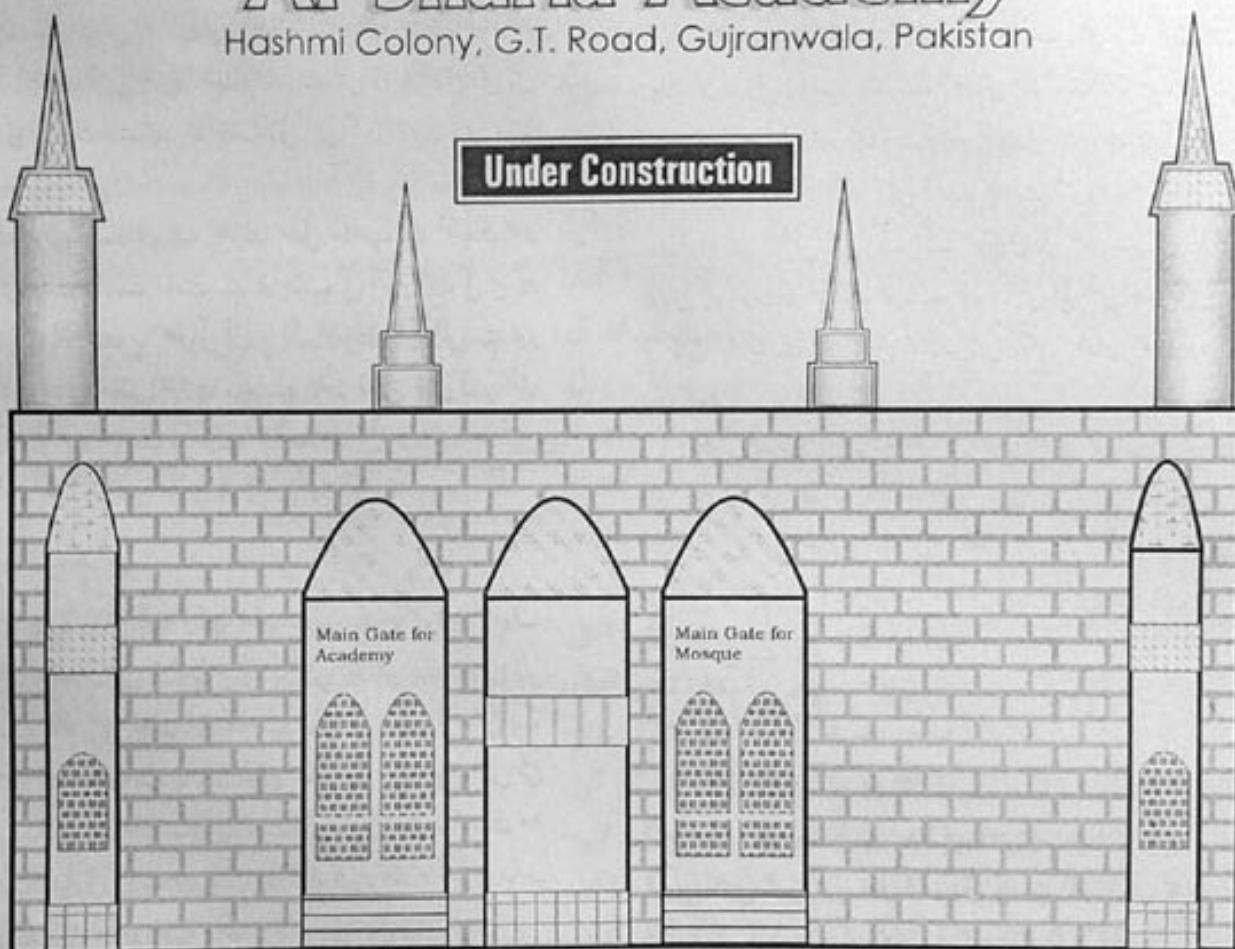
alsharia@
hotmail.com

Appeal for Co-operation

Al-Sharia Academy

Hashmi Colony, G.T. Road, Gujranwala, Pakistan

Under Construction



FRONT ELEVATION OF AL-SHARIA ACADEMY

Details of the Project :

Number of Stories	3
Covered Area	16,128.00 Sq ft.
Estimated Cost	10.00 Million Rupees

Features of the Project :

Khadijat-ul-Kubra Mosque, Madrasat-ul-Banat,
Quran Hall, Library, Free Dispensary,
Offices and Hostals.

Under the Supervision of :

ARKITEKTON ASSOCIATES
115-b/6 Muhafiz Town, Grw. Pakistan.
Tel : 92-431-283741

Under the Administration of :

Abu Ammar Zahid-ur-Rashdi
Khatib Central Mosque, Grw.
Pakistan. Tel/Fax : 92-431-219663

A/C No : "Al-Sharia" 1260, Habib Bank Ltd. Branch Bazar Thanewala, Gujranwala, (Pak)
E-mail : al-sharia@hotmail.com P.O. Box 331, Gujranwala, Pakistan.